

میری زندگی کا سفر

”مجھے نہیں یہ کھانا“ جب بھی دیکھو سبزیاں اور یہ کرلیے۔ اس نے بری سی شکل بنا کر پلیٹ پیچھے سرکادی۔
رخشندہ نے مزہ کر اپنی بیٹی کے پھولے ہوئے چہرے کو دیکھا اور پھر برتن دھونے میں مصروف ہو گئیں اپنی بات کا کوئی رد عمل نہ دیکھ کر وہ جھنجھلا کر کھڑی ہو گئی۔

”امی میں آپ سے کہہ رہی ہوں مجھے کرلیے نہیں کھانے“ جب دیکھو کرلیے، کرلیے نہ پکیں تو بھنڈیاں بھنڈیوں کی جان چھوڑو تو ٹنڈے اور ٹنڈے بھی نہ ہوں تو تو ریاں۔ ہمارے گھر سوائے ہریالی کے کچھ سبز ہی نہیں۔ مجھے تو لگتا ہے ہمارے گھر سبزیوں کا کمپینیشن چل رہا ہے کہ کون زیادہ پکے گا۔“ وہ جھنجھلا کر بولی۔

”نہیں کھانا تو مت کھاؤ باہر تمہارے باپ نے تورے اور بریانی کی جو دیگ چڑھا رکھی ہے وہاں سے لے آؤ۔“

رخشندہ نے پلٹے بغیر کافی سخت جواب دیا۔
”پلیز امی کچھ اور دے دیں۔ میں بہت بھوک لگی ہے۔“ اب رخشندہ نے دیکھی گوسنگ میں بیٹھی دیا۔
”ماہ رخ! اس سے پہلے کہ میں تمہاری پٹائی کروں یہاں سے چلی جاؤ۔“ وہ پیر تھکتے ہوئے کچن سے باہر نکل گئی۔
بیڑھیوں سے اتر کر جیسے ہی اس نے لاؤنج میں قدم رکھا اس کا سب سے پہلا سامنا مسلمان سے ہوا ہے۔ ”ہائے ہائے لگتا ہے ہماری شیرینی آج بھی بھوکی نیچے آگئی ہے۔“
اس کے سرخ پڑے چہرے کو دیکھ کر مسلمان نے چڑایا۔
ماہ رخ نے اس پر صرف قہر بھری نظر ڈالنے پر اکتفا کیا۔ وہ لاؤنج میں سے ہوتی ہوئی سیدھی کچن میں چلی آئی۔ جہاں ٹنڈے — پکے تھے۔ ہنڈیا کا ڈھکن اٹھا کر وہ جی بھر کر بد مزہ ہوئی۔

مکمل ناول



”کیا ہوا ماہر سنا“ سحر نے اس کے پریشان چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

”اتنے زوروں کی بھوک لگی ہے اوپر کرلیے۔“
”اس کی جان چھڑوا کر آئی ہوں تو نیچے یہ نڈے۔“ اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے۔

”ارے تو اس میں رونے والی کیا بات ہے، اعلیٰ بنا کر کھالو۔“ سحر نے فریق کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”نہیں، مجھے نہیں کھانا۔“ آنسو اب آنکھوں سے نکل کر گالوں پر پھیل گئے۔ وہ تیزی سے پگن سے نکلی جب اس نے اپنے پیچھے سلمان کی آواز سنی۔

”اے تیری! ابھی اپنے پگن سے بھی کچھ کھانی لیا

”سلمان کی بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا اس کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔ آنسو کی وجہ سے سامنے کا منظر دھندلا گیا تھا اسی لیے وہ سائڈ سے آتے تیمور کو نہ دیکھ سکی اور تیزی سے نکلنے کی کوشش میں اس سے ٹکرائی۔

”ارے۔“ تیمور نے حیرت سے اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھا اس سے پہلے کہ وہ آگے نکلتی تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

”ماہی! کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟“ تیمور نے پریشانی سے اس کا چہرہ اونچا کیا۔

”کچھ نہیں۔“ اس نے غصے سے تیمور کا ہاتھ جھٹکا تو اس نے حیرانی سے پیچھے کھڑی سحر کو اور کچھ فاصلے پر بیٹھے سلمان کو دیکھا جو مسلسل مسکرا رہے تھے۔ اس نے اشارے سے سحر سے وجہ پوچھی۔

”بھائی! کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ اوپر کر لیا وہ بھی کڑوا نیچے نڈا وہ بھی گول۔“ سلمان نے ساری صورت حال مزے لے لے کر سنائی تو تیمور بے ساختہ مسکرا دیا۔ اس کی کچی بھوک اور سبزیوں سے چڑ سے وہ سب اچھی طرح آگاہ تھے۔

”اتنی سے بات پر اتنے قیمتی آنسو ضائع کر دیے۔ ابھی کچھ اور بنا لیتے ہیں۔“ تیمور اسے بازو سے پکڑ کر واپس لاؤنج میں لے آیا تھا۔

”فریق میں کچھ بھی نہیں ہے۔“ اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

”اسے کیا ہوا؟“ تب ہی حلیمہ اندر داخل ہوئیں۔

”کیا ہو سکتا ہے ای! محترمہ کو پھر گھر میں کھانا نہیں

ملا۔“ سلمان کی بات پر وہ ایک بار پھر منہ بسور نے لگی۔

”سلمان! زیادہ فضول مت بولا کرو۔ میری بیٹی کو نہیں پسند تو ہم کچھ اور بنا لیتے ہیں۔“
”ہت در لگے گی۔ مجھے بھوک لگی ہے۔“ اس کی بات پر وہ چاروں مسکرا دیے۔

”اچھا تم پندرہ منٹ انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں۔“ تیمور اس سے کہتے ہوئے جلدی سے باہر نکل گیا، جبکہ وہ سلمان کو منہ چڑا کر ہنس دی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی رخشندہ نے بے ساختہ اپنا ہاتھ پٹیا اور بڑی بے بسی سے اپنی لاڈلی کو دیکھا جو سامنے رکھے شاہی کیاب اور چمن تکہ کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھی اور اسی رفتار سے اس کی زبان بھی چل رہی تھی تیمور بڑے غور سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ جبکہ سحر نے دونوں انگلیاں کانوں میں ٹھونس رکھی تھیں اور سلمان جہانیاں لے کر اسے چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن وہ بھی ڈھیٹ بنی پورے زور و شور سے تیمور کو اپنے کارنامے سنار ہی تھی۔ اچانک اس کی نظر اپنی ماں پر پڑی جو خونخوار نظروں سے اسے ہی گھور رہی تھیں۔

اس کے اچانک خاموش ہو جانے پر تیمور نے مڑ کر دیکھا۔

”چچی جان وہاں کیوں کھڑی ہیں۔ اور اندر آئیں نا۔“ تیمور بھائی! اب مجھے ڈانٹ پڑے گی۔“ اس نے تیمور کے قریب جا کر آہستہ سے کہا۔

”کچھ نہیں ہوتا۔“ وہ آہستگی سے بولا۔

”تیمور! یہ سب تم لے کر آئے ہو؟“ رخشندہ نے پلیٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

تیمور نے پیار سے انہیں صوفے پر بٹھالیا۔ ”چچی جان اس میں غصہ کرنے والی تو کوئی بات نہیں اسے بھوک لگی تھی اور سبزیاں اسے پسند نہیں۔“ تیمور کے پیار بھرے لہجے پر وہ اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بولیں۔

”بھئی! یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہر روز تو گوشت نہیں

پک سکتا، سبھی سبزیاں اور دال بھی کھانا چاہیے تم اس کی عادتیں خراب کر رہے ہو۔“ آخر میں انہوں نے ماہر رخ کی طرف دیکھا جو بے تیاری سے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔

”جانے دیں چچی جان ابھی چھوٹی سی تو ہے۔“ تیمور نے حسب عادت اس کی طرف داری کی۔

میری بیٹی کو نہیں ہے۔ اس کی بات ہے۔ میں ابھی آتا ہوں۔ میں باہر نکل گیا جبکہ میں داخل ہوتے تو بڑی بے بسی سے اسے سب اور چکن ٹکڑے کی اور اسی رفتار سے بڑے غور سے اس کی انگلیاں کانوں میں لے کر اسے چرانے پٹ بنی پورے اندر آئیں۔ اچانک اس کی اسے ہی گھورنے پر تیمور نے مڑ کر اندر آئیں۔ اس نے تیمور نے؟ رخشندہ نے چھا۔ تھا لیا۔ چچی جان اسے بھوک لگی کے پیار بھرے گوشت نہیں ہے تم اس کی نے ماہ رخ کی میں مصروف ہے۔ تیمور نے

”بہن عادتیں ایسے ہی بکڑتی ہیں سحر بھی تو ہے صرف ایک سال بڑی ہے لیکن اتنی سمجھدار ہے۔ میں اس کے اتنے نخرے برداشت نہیں کر سکتی۔“ انہوں نے غصے سے اسے گھورا۔

”بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ چچی جان! اگر اتنے نخرے کرے گی تو کوئی اس سے شادی بھی نہیں کرے گا۔“ سلمان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ماہ رخ کو دیکھا۔

”نہ کرے کوئی شادی! آپ فکر نہ کریں آپ کے پاس نہیں آوں گی۔“ حسب توقع وہ کھانا چھوڑ کر اس کی طرف چلی۔

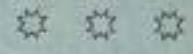
”اور میرا بھی دماغ خراب نہیں ہے۔ جو تم سے شادی کروں گا۔“ سلمان نے جواباً اپنی پوری آنکھیں کھول کر اسے گھورا۔

”میں ویسے بھی بندروں کو پسند نہیں کرتی۔“ اس نے آرام سے کہہ کر اپنی نظریں سامنے رسمی پلیٹ پر مرکوز کر دی۔

”چچی جان! دیکھ رہی ہیں آپ؟“ تیمور کی وجہ سے سلمان نے بے بسی سے رخشندہ کو دیکھا۔

”دیکھ رہی ہوں دن بہ دن قد کے ساتھ زبان بھی لمبی ہوتی جا رہی ہے۔“ رخشندہ بیگم نے غصے سے اسے دیکھا۔

”چچی جان! آپ غصہ نہ کریں میں ہوں پاپا ہیں“ سلمان اپنی سحر اتنے سارے لوگ اس کے اپنے ہیں وہ کیوں نہ نخرے کرے۔“ تیمور نے مسکرا کر انہیں ساتھ لگا لیا تو انہوں نے بے اختیار آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ چوم لیا۔ اس کی یہی باتیں تھیں جو اسے سب سے منفرد بناتی تھیں۔



عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر جب وہ کمرے میں داخل ہوئیں تو ماہ رخ ہمیشہ کی طرح بڑی لاپرواہی سے بستر پر آڑی ترچھی سو رہی تھی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کر کے تکیہ اس کے سر کے نیچے رکھا۔ پھر اپنا تکیہ برسرِ گردن کے ساتھ لگا کر اس سے ٹیک لگالی۔ سبچ کے دانوں کے ساتھ ان کے ہونٹ بھی آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے۔ اچانک ہاتھ اور ہونٹوں کی جنبش رک گئی تھی انہوں نے غور سے سامنے لگی اپنی اور ظفر کی شادی کی تصویر کو دیکھا۔ پندرہ سال گزر جانے کے بعد۔ جب بھی وہ اپنی اور ظفر کی یہ تصویر دیکھتی تھیں ان کی آنکھیں نم ہو جاتی

تھیں۔ تصویر کو دیکھتے دیکھتے ان کے دماغ نے ماضی کا سفر شروع کر دیا تھا۔

ان کا اس دنیا میں سوائے اپنے ماموں کے اور کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے بڑی مشکل سے ایف اے تک تعلیم دلوائی تھی یہی اس کے لیے بہت بڑا احسان تھا۔ اس گھر میں رہنے اور مامی کی کڑوی کسبیلی باتوں سے بچنے کے لیے وہ دن رات کام میں مصروف رہتیں۔ دن رات ایسے ہی گزر رہے تھے۔ پتا نہیں خدا کو ان کی کون سی اداپسند آئی تھی کہ ظفر کا رشتہ ان کے لیے آیا۔ وہ اپنے بڑے بھائی اور بھانجی کے ساتھ رہتے تھے۔ ظفر سے شادی کے بعد بھی انہیں اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آتا تھا۔ ظفر کے گھر والے ان کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ وہ مغرور سی ہو جاتی تھیں۔

پھر ایک سال بعد ان کی دنیا میں ماہ رخ نے آ کر مزید رنگ بھر دیے تھے۔ جس وقت ماہ رخ پیدا ہوئی مظفر بھائی کے چار بچے تھے سب سے بڑی بیٹی تانیہ چھ سال کی تیمور سات سال تین اور سحر ایک سال کی تھی جب ماہ رخ پیدا ہوئی تو سب سے زیادہ ظفر خوش تھے۔ وہ اتنی پیاری تھی کہ سب بے ساختہ اسے پیار کرتے تھے۔ وہ بہت کم ان کے پاس رہتی تھی زیادہ تر وہ تانیہ یا تیمور کی گود میں ہوتی۔ وقت اپنی رفتار سے گزر رہا تھا جب اچانک ایک بار پھر ان کی دنیا اندھیر ہو گئی تھی۔

ماہ رخ دو سال کی تھی جب ظفر صبح دفتر کے لیے نکلے اور پھر زندہ واپس نہیں آئے۔ ان کی بیٹی کو تو ابھی صحیح طرح سے پایا بھی کہنا نہیں آتا تھا۔ انہوں نے ماہ رخ کے حوالے سے کتنے خواب دیکھے تھے۔ وہ سب ادھورے رہ گئے تھے۔ ان کا دنیا میں تھا ہی کون جہاں وہ اب جاتیں۔ ماموں نے شادی کرنے کے بعد کبھی جھانک کر بھی نہیں دیکھا وہ کسی ہے۔ ایسے میں مظفر بھائی اور حلیمہ بھانجی نے صحیح معنوں میں ظفر کے بھائی بھانجی ہونے کا حق ادا کیا تھا۔ ہر وہم ہر اندیشہ جو ان کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہ خود بخود ختم ہو گیا تھا۔

ہر گزرتے بل کے ساتھ ان لوگوں کے لیے ان کے دل میں احترام اور محبت کے جذبات بڑھتے گئے۔ کبھی جب بھی کوئی چیز آتی تو سب سے پہلے ماہ رخ کو ملتی پھر کوئی اور لے سکتا تھا۔ مظفر بھائی کی تو اس میں جان تھی۔ اس کے

منہ سے نکلنے والی ہریات کو وہ پورا کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ان کے بے جا لڑپارے اسے کافی حد تک منہ پھٹ اور ضدی بنا دیا تھا۔ وہ ڈرتی تھیں پتہ نہیں ماہ رخ کی قسمت میں کیا لکھا ہے؟ لیکن جب بھی وہ اس پر سختی کرتیں یا اسے سمجھاتیں وہ سیدھا اپنے نایا مائی کے پاس پہنچ جاتی اور اگر وہ نہ ملے تو تیمور کے پاس کیونکہ وہ ہمیشہ ان کے سامنے چپ ہو جاتی تھیں۔

چوکیدار کی آواز پر انہوں نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا جہاں ایک بچ رہا تھا۔ انہوں نے گہرا سانس لے کر اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا اور اٹھ کر لائٹ آف کر دی۔



"ماہ رخ۔" نیچے سے آتی مظفر صاحب کی آواز پر اس کا بریڈ کی طرف بڑھتا ہاتھ رک گیا تھا۔ اس نے چور نظروں سے پیاز کا تئی ماں کو دیکھا اور چپکے سے کرسی کھسکا کر اٹھی۔

"ماہ رخ۔" بھی رخشندہ اسے ٹوک دیا۔

"امی!" وہ منہ بسور کر گھڑی ہو گئی۔ "امی بڑے پیلا مجھے بلارے ہیں۔"

"مجھے تو آواز نہیں آئی رخشندہ نے چھری کو نوکری میں رکھ کر اس کی طرف دیکھا تب ہی مظفر صاحب کی دوبارہ آواز آئی۔

"سننا" اس نے ماں کو دیکھ کر نیچے دوڑ لگا دی وہ سیدھی کچن سے ملحقہ ڈانگنگ روم میں آئی۔

"آہا" میری گڑیا رانی آئی۔ کب سے انتظار کر رہا ہوں۔" انہوں نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے دونوں بانہیں پھیلا دیں وہ ان کے سینے سے جا لگی تو انہوں نے اس کا چہرہ چوم لیا۔

"اگر باپ بیٹی کے لاڈ ختم ہو گئے ہوں تو ناشتہ کر لیں۔" حلیمہ نے کچن سے نکل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں میرے شیر! ابھی ناشتہ تو نہیں کیا؟ تمہارے انتظار میں میں اب تک بھوکا بیٹھا ہوں۔"

مظفر صاحب کے کہنے پر اس نے زور سے سرفشی میں ہلادیا تو وہ مسکرا دیے۔

"ایک تو آپ لوگ دس بجے سو کر اٹھتے ہیں جس وقت دنیا دوپہر کے کھانے کی فکر میں ہوتی ہے۔ میں آپ کا ناشتہ بنا رہی ہوتی ہوں۔" حلیمہ نے کپ میں چائے ڈال کر ان کے آگے رکھ دیے۔

"بھئی کیا کریں بیگم! ہم ہوئے فارغ لوگ اور فارغ لوگوں کو اور کام ہی کیا ہوتا ہے کھانا اور سونا۔" انہوں نے مسکرا کر چائے کی پیالی بیوں سے نکالی۔

"کیوں بیٹا! تمہارا زلٹ کب آ رہا ہے؟"

"پتہ نہیں بڑے پیلا! کل سدرہ کا فون آیا تھا وہ بتا رہی تھی اس ماہ کے اینڈ تک اب دیکھیں۔" وہ چائے پیچے ہوئے انہیں بتانے لگی۔

"چلو دیکھتے ہیں۔" انہوں نے خالی پیالی میز پر رکھ دی۔

"سنیے! اب آپ فارغ ہیں پلیز! یہ فون کا بل جمع کروا دیں۔" حلیمہ نے فون کا بل ان کے سامنے رکھا تو انہوں نے سستی سے سامنے بڑے بل کو دیکھا۔

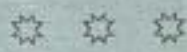
"بھئی مجھ میں اتنی لمبی لائن میں لگنے کی ہمت نہیں تیمور کو دیتیں وہ جمع کروا دیتا۔"

"تیمور یونیورسٹی گیا ہے شام کو جاب پر چلا جائے گا رات کو تمہارا آئے گا اب وہ کس وقت جمع کروائے؟"

"اور سلمان کہاں ہے؟"

"وہ بھی کالج گیا ہے۔" تیکھے انداز میں کہا۔

"اچھا پیلا جاتا ہوں اور ماہ رخ تم کیرم سیٹ کروا پس آ کر ہم کھیلتے ہیں۔" وہ اس کے سر پر چت لگاتے ہوئے باہر نکل گئے۔



"ہو گیا ناشتا؟" ماہ رخ نے اپنے پیچھے رخشندہ کی آواز سنی۔

"کیوں رخشندہ! آج کچھ نہیں پکانا؟"

"نہیں بھائی! کل کا بھی سارا سا لٹن ویسے ہی بڑا ہے۔ یہ لڑکی تو ناشتا کھانا بھی اکثر نیچے کرتی ہے اب ایسے ایسے گے کیا اہتمام کروں؟" اس لیے کہتی ہوں تم بھی نیچے آ جایا کرو۔" رخشندہ مسکرا دیں۔

"بھائی! پہلے ہی کرنے کو ہوتا کیا ہے اب ہنڈیا بھی نہ پکاؤں تو کیا کروں اور ماہ رخ تو جب سے فارغ ہوئی ہے اور بے کار ہو گئی ہے ہر وقت نی وی یا کھیل میں تو حیران ہوتی ہوں بھائی صاحب سارا دن اس کے ساتھ لگے رہتے ہیں تھکتے نہیں۔" حلیمہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑیں۔

"دونوں فارغ جو ہیں جب سے انہوں نے بینک سے ریٹائرمنٹ لی ہے تب سے بالکل بچے بن گئے ہیں۔" ماہ رخ نے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ انہوں نے بینک سے ریٹائرمنٹ لی ہے تب سے بالکل بچے بن گئے ہیں۔" ماہ رخ نے کہا۔

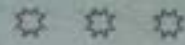
"میں نے کہا تھا کہ انہوں نے بینک سے ریٹائرمنٹ لی ہے تب سے بالکل بچے بن گئے ہیں۔" ماہ رخ نے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ انہوں نے بینک سے ریٹائرمنٹ لی ہے تب سے بالکل بچے بن گئے ہیں۔" ماہ رخ نے کہا۔

”تم کہاں جا رہی ہو؟“ اس کو اٹھتا دیکھ کر رخصتہ نے

پوچھا۔

”میں کیرم کھینٹے جا رہی ہوں آج میری اور بڑے بابا کی برگر کی شرط لگی ہے۔“ ماہ رخ کے جاتے ہی وہ دونوں مسکرا دیں۔



دو بیڑھیوں کو عبور کرنے کے بعد جب ہینڈل پر دباؤ ڈال کر دروازہ کھولنا چاہا تو وہ لاک تھا۔ اس نے چابی نکالنے کے لیے ہاتھ جینز کی جیب میں ڈالا ہی تھا کہ دروازہ کھل گیا۔ نیند سے بو جھل آنکھوں کے ساتھ سحر اس کے سامنے کھڑی تھی۔ لاؤنج میں داخل ہو کر اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل صوفے پر بٹھائی اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

”بھالی آپ کے لیے کھانا گرم کروں۔“ وہ آنکھیں بند کر کے لیٹا تھا جب اس نے سحر کی آواز سنی۔

”نہیں سوٹی! تم سو جاؤ میں خود گرم کر لوں گا۔“

”نہیں بھالی! میں گرم کر دیتی ہوں۔“

”بس اوکے سحر! تم جاؤ۔“ تیمور نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ کمرے کی طرف کیا اور کچن میں داخل ہو کر اس نے کھانے کا جائزہ لیا۔ پلیٹ میں دال چاول نکالے اور سیدھا ڈامننگ روم میں آ گیا اس سے پہلے وہ کرسی پر بیٹھتا اس کی نظر مظفر صاحب پر پڑی جو جانے کب سے کھڑے اس کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ اپنی تھکن کو چھپانے کے لیے کھل کر مسکرایا۔

”ارے بابا! آپ ابھی سوئے نہیں۔“ وہ حیرت سے بولا۔

”تم کھانا شروع کرو۔“ تیمور کو ایسے ہاتھ روکے بیٹھا دیکھ کر انہیں نوکنا پڑا تو وہ مسکرا کر پلیٹ پر جھک گیا۔ لیکن گاہے بگاہے وہ ان پر نظر بھی ڈال لیتا جو دونوں ہاتھوں کو ٹھوڑی پر جمائے پر سوچ انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔

”بابا! کوئی خاص بات ہے؟“ جب اس سے رہانہ گیا تو وہ پوچھ بیٹھا وہ چونکے۔ پھر شرارت سے اس کا چہرہ دیکھا۔

”میں دیکھ رہا ہوں میرا بیٹا دن بہ دن زیادہ پینڈم ہوتا جا رہا ہے۔“ ان کی بات پر وہ تقمہ لگا کر ہنس دیا۔

”بابا! آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔“

”تم مذاق سمجھ رہے ہو۔“ وہ اب بھی مسکرا رہے تھے۔

”تمہارا M.B.A کیسا جا رہا ہے؟“

”بست اچھا اب تو کچھ دنوں تک ہیچرز ہونے والے ہیں۔“ وہ پلیٹ اٹھا کر کچن کی طرف مڑ گیا۔

”بابا چائے پیئیں گے؟“ وہ سامنے دیوار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جب انہوں نے تیمور کی آواز سنی۔

”دو کے تو پی لیں گے۔“ ان کے انداز پر تیمور مسکرا دیا۔

”تمہاری جاب کیسی جا رہی ہے؟“ اس کے ہنستے ہی مظفر صاحب نے پوچھا وہ یونیورسٹی کے بعد ایک کمپیوٹر سینٹر میں جاب کرتا تھا جو اس کے دوست کا تھا۔

”بالکل ٹھیک۔“ وہ چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرنے لگا۔ اڑتی ہوئی بھاپ کے پیچھے سے مظفر صاحب نے غور سے اس کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ ان کی اولاد میں سب سے خوب صورت تیمور تھا اور اس میں بھی شک نہیں تھا کہ فرما نبردار بھی وہی تھا۔ اس لیے ان کو اور اس کی ماں کو سب سے زیادہ محبت اسی سے تھی۔ جب سے انہوں نے ریٹائرمنٹ لی تھی اس نے کبھی بھی ان سے ایک روپے کا بھی سوال نہیں کیا تھا۔ اپنے کپڑے

گرستے بابوں کو روکتا ہے • نئے بال آگاتا ہے •
 • بال بے اور گھٹے کرتا ہے •
 بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہتی بیٹی ایلن

پچھلے 25 سالوں سے بہنیں اور بیٹیاں استعمال کر رہی ہیں

سوہتی بیٹی ایلن کے بعد
 آپ کے حسن کے لیے
 بیوٹی بکس کا قدرتی بیوٹی بیوٹی سے تیار کردہ

سوہتی ایلن
 (بھربان بیوٹی پکٹور)

جو آپ کو جسون سے حسین تر بنائے
 رنگ نکھارے چہرے کو خوبصورت بنائے
 چہرے کا رنگ دل کر صاف اور شفاف بنائے

سوہتی ایلن چہرے اور ہاتھوں کی خوبصورتی کا راز
 یہ آپ کے چہرے کو قدرتی طور پر تازہ اور شگفتہ بنائے
 چہرے کے ماتھ اور جھڑکے کو ختم کرنے کے لیے
 آپ کے چہرے کو تازہ اور دلکش بنائے
 اور ہر قسم کی جھڑکے کو ختم کرے گا
 اور ہر قسم کی جھڑکے کو ختم کرے گا

بیوٹی بکس ڈسٹری بیوٹرز
 37، ڈیڑھ مار کراچی
 ڈیڑھ مار کراچی کے پتے پر پتہ لکھ کر ہیڈ سٹور میں

اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا۔

پندرہ منٹ سے زیادہ ہو گئے تھے ماہ رخ کو کمرے میں
شلتے ہوئے۔ مظفر صاحب نے اخبار سے نظریں ہٹا کر
اسے دیکھا اور اخبار ساڈ پر رکھ دیا۔

”ماہ رخ بیٹا بیٹھ جاؤ اور کتنی دیر تک چکر لگاؤ گی۔“
تمہیں اس طرح پلٹا دیکھ کر میری ٹانگوں میں درد شروع ہو
گیا ہے۔ ”ان کی بات پر وہ رک کر انہیں دیکھنے لگی پھر
پریشان چہرے کے ساتھ ان کی طرف آگئی۔

”بڑے بابا! سلمان بھائی اب تک کیوں نہیں آئے
کہیں میں فیل تو نہیں ہو گئی۔“ اس کی بڑی بڑی آنکھوں
میں آنسو آ گئے۔

”تم دیکھنا بہت اچھے مار کس آئے ہوں گے۔“ مظفر
صاحب اسے تسلی دینے لگے، لیکن وہ پریشانی سے ہونٹ
چبا رہی تھی۔

”اس لڑکی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔“ اس کی مدنی
شکل دیکھ کر رخشندہ نے اسے گھورا۔

بھی دروازہ کھول کر سلمان اندر داخل ہوا، ماہ رخ
بے ساختہ کھڑی ہوئی۔ اس نے غور سے سلمان کا چہرہ دیکھا
جو بہت سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی سب سے پہلے نظر
گھبرائی ہوئی ماہ رخ پر پڑی۔ پھر وہ حلیمہ اور رخشندہ کی
طرف دیکھ کر بولا۔

”میں نے منع بھی کیا تھا مجھے مت بھیجیں پر میری تو کوئی
سنتا ہی نہیں ایسے نکتے لوگوں کا زلٹ لینے جاؤ تو ایسے ہی
انسٹل ہوتی ہے۔ ایک نہیں پورے دو سبجیکٹ میں
سیلی میں تو وہیں شرمندہ ہو گیا۔ تو صیف بھی میرے
ساتھ تھا کیا سوچتا ہو گا۔ مستقبل قریب کے اتنے قابل
ڈاکٹر کی کزن اتنی نکمی۔“ وہ جو پہلے ہی اتنی پریشان تھی
سیلی کا سن کر دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔
سلمان نے سٹپٹا کر اسے دیکھا۔ مظفر صاحب اٹھ کر اس
کے پاس آئے۔

”ماہ رخ۔“ انہوں نے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے
کی کوشش کی اور زور زور سے رونے لگی۔ سلمان سٹپٹا کر
اس کی طرف آیا۔

”ماہ رخ! پلیز رونا بند کرو۔“ میں مذاق کر رہا تھا دیکھو
تمہارے کتنے زبردست مار کس آئے ہیں۔“ سلمان کی بات
پر اس نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے ایک

یونیورسٹی کا خرچ سب وہ خود ہی پورا کرتا تھا۔ صبح کا نکلا
رات کو گیارہ ساڑھے گیارہ واپس آتا تھا اور سب سے بڑی
بات جو انہیں تکلیف دیتی تھی۔ وہ اپنے دل کی بات کسی
سے نہیں کہتا تھا۔ تیمور کتنی دیر سے خود پر ان کی نظریں
جھی محسوس کر رہا تھا۔ آخر کار اس نے کپ ٹیمبل پر رکھ دیا
اور مسکرا کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

”بابا! مجھے بتادیں بات کیا ہے؟“ وہ شرارت سے انہیں
دیکھنے لگا تو انہوں نے مسکرا کر سر جھکا لیا اور جب چہرہ اٹھایا تو
وہ کافی سنجیدہ تھے۔

”تیمور! تم یہ جا ب چھوڑ دو، تمہارا باپ ابھی اس قابل
ہے کہ تمہیں۔۔۔“ ان کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ وہ ایک
پل کے لیے اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔

”بابا! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں، آپ تو جانتے ہیں
مجھے کمپیوٹر میں کتنا انٹرسٹ ہے اور شاہد کو بھی کسی کی
ضرورت تھی اس طرح میرا شوق بھی پورا ہو جاتا ہے اور
آرام سے پیسے بھی ہاتھ آجاتے ہیں۔“ وہ ہلکے پھلکے انداز
میں وضاحت دینے لگا۔

”تم اس طرح مسکرا کر کب تک مجھے دھوکا دو گے میں
تمہارا باپ ہوں کیا تمہارے چہرے کی تھکن مجھے نظر نہیں
آتی۔ باقی سب کی ضرورتیں بھی تو پوری ہوتی ہیں، پھر
صرف تم ہی کیوں خود کو ہلکان کرتے ہو۔ جب میں نہیں
رہوں گا پھر تو سب تمہیں ہی کرنا ہے۔“ مظفر صاحب کے
لہجے پر وہ دہل کر رہ گیا۔

”بابا! آپ ایسا کیوں سوچتے ہیں۔ آپ سدا سلامت
رہیں۔ کیا میں نہیں جانتا پچھلے سال تانیہ کی شادی پر کتنا
خرچ آیا تھا، سلمان کا ایم بی بی ایس کا دو سراسال ہے اس
کے اپنے اتنے خرچے ہیں۔ سحر اور مائی کی پڑھائی پورے
گھر کا خرچ یہ سب تو آپ ہی کرتے ہیں میں تو نہیں کرتا
نا۔ میں تو صرف اپنی پڑھائی کا خرچ اٹھا رہا ہوں۔ اگر میں
اپنے لیے کچھ کرتا ہوں تو یہ آپ پر احسان تو نہیں۔“ اس
نے کچھ دیر رک کر غور سے ان کا چہرہ دیکھا۔ ان کی آنکھیں
نم تھیں۔ اس کا دل اندر تک دکھی ہو گیا۔

”آئندہ آپ کوئی فضول بات نہیں سوچیں گے۔ اب
آپ سو جائیں میں بھی سونے جا رہا ہوں، کیونکہ پڑھنے کا تو
ٹائم نہیں رہا۔“ وہ گھڑی دیکھتے ہوئے اٹھا تو وہ اس کا ہاتھ
چوم کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے جبکہ وہ بھی مسکرا کر

”ٹیکسی سے؟“ اس نے پلیٹ سے ایک پکوڑا اٹھاتے ہوئے سحر کو دیکھا۔

”نہیں، تیمور بھائی گھر پر تھے ان کے ساتھ گئے ہیں بس دعا کرو کہیں راستے میں خراب نہ ہو جائے بے چاری ہے بھی پرانے ماڈل کی۔“ سحر نے برا سامنہ بنا کر کہا تو وہ ہنس پڑی۔

”ہیلو لیڈیز کیا ہو رہا ہے۔“ سلمان اچانک اندر آ کر زور سے بولا۔

”ہاں بھئی بڑی لیڈی آج ہم غریبوں کے لیے کیسے وقت مل گیا۔“ ماہ رخ کو پکوڑوں سے انصاف کرتے ہوئے سلمان نے چھیڑا۔

”ہم اکثر غریبوں پر اس قسم کے احسان کرتے رہتے ہیں۔“ ماہ رخ کی بے نیازی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ سلمان کچھ دیر کھڑا اسے کھور مارا پھر اچانک اس نے ماہ رخ کے آگے سے پلیٹ اٹھا کر باہر زور لگا دی۔ ایک پل کے لیے وہ حیران رہ گئی تھی اور اگلے ہی پل وہ چیختی ہوئی کچن سے باہر تھی۔

اندرا داخل ہوتے تیمور کی پہلی نظر تیزی سے بولتی ہوئی ماہ رخ پر پڑی وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

”کیسی ہو ماما؟“

”بالکل ٹھیک۔“ وہ چُپ ہو گئی۔

”سحر! شاز میرے بیگ کے پاس رکھ آؤ۔“ تیمور نے پاس کھڑی سحر کو شاز پکڑاتے ہوئے کہا۔

”تیمور! ایک بار پھر سوچ لیتے ابھی تو تم پیپر سے فارغ ہوئے ہو اور پھر اتنی دور کراچی جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔“ ماہ رخ نے حیرت سے منظر صاحب کو دیکھا۔

”پاپا میں فارغ رہ کر کیا کروں گا کراچی والی جاب اچھی ہے اور پھر جب رزلٹ آجائے گا تو میں واپس لاہور آ جاؤں گا۔“ تیمور نے تسلی دینے والے انداز میں کہا تو بات ماہ رخ کی سمجھ میں آئی۔

”تیمور بھائی! آپ کراچی جا رہے ہیں؟“ اس نے حیرت سے تیمور کو دیکھا۔

”ہاں ایک اچھی جاب مل رہی ہے سو چائراٹی کرنے میں کیا حرج ہے۔“ وہ کچھ دیر تو حیرت سے تیمور کو دیکھتی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں۔ منظر صاحب اور تیمور نے گہرا کران کی طرف دیکھا۔

”تیمور بھائی! آپ اتنی دور اکیلے کیسے رہیں گے اور میں

چٹ اس کے آگے کر دی۔

ماہ رخ نے غصے سے مکا اس کے کندھے پر دے مارا۔ وہ بے چارہ صرف کندھا سلا کر رہ گیا۔

”تم کوئی کام سیدھی طرح نہیں کر سکتے اتنی خوشی پر بھی میری بیٹی کو رلا دیا۔“ منظر صاحب نے بھی اسے کھورا۔ سب نے اسے گھنٹس بھی دیے بقول ان کے وہ پہلے سے جانتے تھے اس کے نبراتے ہی اچھے ہوں گے۔

”میں تیمور بھائی کو فون کر کے بتا دوں۔“ وہ فون کی طرف بھاگی۔

”ہاں جلدی سے بتا دو ورنہ کھانا ہضم نہیں ہو گا۔“ سلمان نے پیچھے سے ہانک لگائی تو سب مسکرا دیے۔



اسے کلج جاتے دو ماہ سے زیادہ ہو چکے تھے اور پڑھائی زور و شور سے جاری تھی کلج نے اسے اچھا خاصا مصروف کر دیا تھا۔ کل فریکس کے ٹیسٹ کی وجہ سے وہ رات کو دیر سے سوئی تھی۔ لہذا اب کلج سے آتے ہی وہ کھانا کھائے بغیر سو گئی۔ شام کو جب وہ اٹھی تو موسم بہت زبردست ہو رہا تھا وہ ہاتھ منہ دھو کر نیچے آگئی جہاں کچن سے زبردست خوشبو اٹھ رہی تھی۔

”واہ بھئی یہاں تو خانہ داری ہو رہی ہے۔“ اس نے سحر کو دیکھ کر کہا جو پکوڑے مل رہی تھی۔

”کیا کروں موسم ہی اتنا زبردست ہو رہا ہے سو چا کوئی اچھی سی چیز کھانی جائے۔“ سحر نے پکوڑے پلیٹ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”اللہ تمہارا بھلا کرے سچ صبح سے ایک سلاکس کے علاوہ کچھ نہیں کھایا۔“ ماہ رخ نے پلیٹ میں کیچپ ڈالتے ہوئے کہا۔

”تم بھی ہر چیز کو سر پر سوار کر لیتی ہو، اگر اتنا زیادہ نہیں پڑھو گی پھر بھی مجھے یقین ہے تمہارے بہت اچھے مارکس آئیں گے۔“

”ہو سکتا ہے لیکن میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔ میں چاہتی ہوں میرے مارکس اتنے اچھے ہوں کہ مجھے آسانی سے میڈیکل میں ایڈمیشن مل جائے اور یہ گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے؟“ اچانک اس نے کچن سے باہر بھاگتے ہوئے پوچھا۔

”سب تانہی باجی کی طرف گئے ہیں۔“

کیا کروں گی آپ کے بغیر۔" کہتے کہتے وہ روڑی۔ تیمور جو بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا ایک دم مسکرا کر مظفر صاحب کی طرف دیکھا۔

"پاپا یہ بالکل پاگل ہے۔"

"بیٹا! تیمور بچہ تو نہیں ہے نا وہ وہاں اپنے دوست کے ساتھ رہے گا اور اگر تیمور جا رہا ہے تو میں تو تمہارے پاس ہوں نا۔" ان کی بات پر اس نے منہ بسورتے ہوئے آنسو صاف کر لیے۔



"کیا یارا یہ کتابیں بھی کتنی بور ہیں۔" سدرہ نے پریکٹیکل کاپی کو ٹیبل پر پٹخا۔

"جب سے کلاس شروع ہوئی ہیں تب سے اب تک سوائے کتابوں کو لٹنے کے اور کیا ہی کیا ہے۔" ٹین نے بھی اپنی بھڑاس نکالی۔

"تم کتابوں کی بات کرتی ہو میں نے تو اس سائنس ڈیپارٹمنٹ کے علاوہ کالج کا دو سراسر حصہ بھی صحیح طرح سے نہیں دیکھا۔" عروج بھی کافی آگئی ہوئی تھی۔

"ویسے ماہ رخ! کیا بات ہے کچھ دنوں سے تم اپنے تیمور بھائی کا ذکر نہیں کر رہی۔" سدرہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تیمور بھائی آج کل یہاں نہیں ہیں وہ کراچی چلے گئے ہیں چاب کے سلسلے میں۔" جب وہ بولی تو اداسی اس کے چہرے سے بھی جھلکنے لگی تھی۔

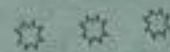
"تم اداس ہو گئی ہو؟" عروج نے اسے مضمحل دیکھ کر پوچھا۔

"بہت زیادہ ان کے بغیر مزہ بھی نہیں آتا۔"

"کیوں تمہارے سلمان بھائی نہیں؟" ٹین نے اس سے پوچھا۔

"تو سلمان بھائی تیمور بھائی جیسے نہیں ہیں۔ تیمور بھائی بہت اچھے ہیں جبکہ سلمان بھائی۔۔۔" اس نے بری سی شکل بنائی۔

"انہیں سوائے مجھ سے لڑنے اور تنگ کرنے کے کوئی کام نہیں آتا، کل میری تیمور بھائی سے بات ہوئی تھی۔" وہ انہیں تیمور کی باتیں بتانے لگی جبکہ وہ تیمور مسکراتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔



فرسٹ ایئر میں اس کے بہت اچھے مارکس آئے تھے اور وہ میرٹ کے مطابق نمبر حاصل کرنے کے لیے اور زیادہ محنت کر رہی تھی وہ ٹیوشن جانے کے لیے کپڑے پریس کر رہی تھی جب نیچے سے آئی آوازوں پر وہ گھبرا کر پیچھے بھاگی جہاں سب دروازے کے گرد تیمور کو گھیرے کھڑے تھے۔

"تیمور بھائی! وہ وہیں سے چلائی ہوئی ان لوگوں کے قریب آگئی۔ اس کی اس حرکت پر تیمور سمیت سب مسکرا لیے۔

"کیسی ہومائی؟"

"بالکل ٹھیک، آپ کیسے ہیں؟" ماہ رخ کے پوچھنے پر وہ صرف مسکرایا۔

"تیمور بھائی! آپ نے کہا تھا کہ آپ ہر ماہ آئیں گے۔ لیکن اتنے مہینوں میں آپ ایک بار بھی نہیں آئے۔ ہمیشہ کی طرح تیمور کو دیکھتے ہی وہ شروع ہو چکی تھی۔

"آپ وعدہ کر کے گئے تھے پھر بھی۔" اس کے غصے پر اس نے بے بسی سے مظفر صاحب کو دیکھا جو مزے سے ماہ رخ کی باتیں سن رہے تھے۔

"ہم سے اچھی تو ماہ رخ سے کم از کم آپ کی کلاس تو صحیح طرح سے لیتی ہے۔" سحر نے مسکرا کر پہلے ماہ رخ کو پھر تیمور کو دیکھا۔

"میں اسے شیرنی ایسے ہی تو نہیں کہتا۔" سلمان نے مسکرا کر اس کے سر پر چت لگائی۔

"بس جہاں کھڑے ہوتے ہو وہی لڑنا شروع کر دیتے ہو کب سے میرا بچہ دروازے میں کھڑا ہے اسے اندر تو آنے دو۔" حلیمہ کی بات پر ماہ رخ نے شرمندگی سے تیمور کی طرف دیکھا جو اب تک ایک بیک زمین پر رکھے اور دو سرا بیک ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا۔

تیمور نے اس کے اور سحر کے پاس ہونے کی خوشی میں اسے لاکٹ اور سحر کو ناپس دینے تھے۔ رخشندہ نے ایک نظر ماہ رخ کی طرف دیکھا جو لاکٹ پس رہتی تھی۔

"تیمور بیٹا! یہ تو بہت مزگا ہو گا اس کی کیا ضرورت تھی۔" رخشندہ نے ایک بار پھر ماہ رخ کے گلے میں جگمگاتے ہوئے لاکٹ کو دیکھا۔

"پچی جان! مامی نے اتنے اچھے مارکس لیے ہیں سحر کے لیے میں گفٹ لیتا اور مامی کے لیے نہ لیتا یہ تو ہونے نہیں سکتا اور جہاں تک مہنگا ہے۔"

نے اجازت دی تو میں نے خرید لیا۔" اس نے مسکرا کر بات ختم کر دی۔



"اچھا ماہ رخ! ایک بات تو بتاؤ تمہیں تیمور بھائی کیسے لگتے ہیں۔" عروج نے تیزی سے نوٹس لکھتے ہوئے ماہ رخ کو دیکھا۔

"اچھے لگتے ہیں۔" وہ بدستور کام میں مگن تھی۔

"تم انہیں کیسی لگتی ہو؟"

"اچھی لگتی ہوں۔" وہ اب بھی ٹھیک طرح سے اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ سدرہ نے اس کے ہاتھ سے پین چھین لیا تو اس نے غصے سے اسے گھورا۔

"ہم کیا پوچھ رہے ہیں پہلے اس کا جواب دو۔ تیمور بھائی تمہیں کیسے لگتے ہیں؟" اب وہ جھنجھلا کر اسے دیکھنے لگی۔

"کہہ تو رہی ہوں اچھے لگتے ہیں۔"

"اتنے اچھے ہیں کہ ان سے شادی کی جا سکے؟" سدرہ

کے سوال پر اب وہ چونکی اس نے سنجیدگی سے ان تینوں کے چہرے پر نظر دوڑائی جن کے چہروں پر دہلی دہلی ہنسی تھی۔

"سدرہ! وہ میرے بھائی ہیں۔" وہ ندرے غصے سے بولی۔

"کزن ضروری نہیں بھائی ہو کبھی کبھی وہ کچھ اور بھی ہوتے ہیں جیسے نین کا کزن اس کا منگیتر ہے۔" سدرہ کی

بات پر غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"یہ ضروری نہیں نین! کہ کزن اگر اس کا منگیتر ہے تو سب کزن منگیتری بن جائیں۔" وہ غصے سے وہاں سے اٹھ

گئی۔

اس دن تو بات آئی گئی ہو گئی، لیکن پھر ہر روز سدرہ کے پاس یہی ٹاپک ہوتا تھا۔ ماہ رخ اب ان سے کترانے لگی

تھی۔ اس دن بھی لب میں وہ لوگ پر یکینکل کے لیے بیٹھے تھے۔ نین اپنے منگیتری کی بات کر رہی تھی جب بات گھوم

پڑا کہ اس پر آرکی۔ وہ جھنجھلا کر کھڑی ہوئی لیکن نین نے اس پر تہ پڑ کر اسے واپس بٹھالیا۔

"اس طرح سچ سے کب تک بھاگو گی۔"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟" ماہ رخ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس کا سر بھاڑ دیتی۔

"میں صرف یہ چاہتی ہوں تم یہ مان لو کہ تمہارا کزن تیمور تمہیں پسند کرتا ہے۔" سدرہ کی بات پر وہ روہانسی ہو

گئی۔

"سدرہ! پلیز مجھے پریشان مت کرو۔ وہ مجھے اچھے لگتے ہیں اور میں بھی لیکن جس طرح زنگ تم اسے دے رہی ہو وہ غلط ہے۔"

"چلو مان لیا میں غلط ہوں لیکن فرض کرو اگر وہ تم سے محبت کرتے ہوں تو؟" سدرہ کی بات پر وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ سدرہ نے ایک نظر اس کے ساکت چہرے پر ڈالی پھر بولی۔

"میرا مقصد تمہیں پریشان کرنا نہیں میں اتنے سوالوں سے تمہارے ساتھ ہوں مجھے جو محسوس ہوا میں نے کہہ

دیا۔ ہم بھی جو انٹ فیملی میں رہتے ہیں۔ میرے کزن بھی ہیں لیکن مجھے کبھی کسی نے اتنا قیمتی گفت نہیں دیا۔" اس

کا اشارہ ماہ رخ کے گلے میں پنے ہوئے لاکٹ کی طرف تھا۔

"تمہاری ہر چھوٹی سے چھوٹی بات تمہارے تیمور بھائی کو یاد ہوتی ہے تمہارے منہ سے نکلنے والی ہر بات وہ پوری

کرتے ہیں کیوں؟ جبکہ سلمان بھی ان کا بھائی ہے تمہارا کزن ہے وہ یہ سب کیوں نہیں کرتا؟" کچھ دیر ماہ رخ کا چہرہ

دیکھنے کے بعد دوبارہ بولی۔

"سب تمہیں ماہ رخ کہتے ہیں صرف تمہارے تیمور بھائی تمہیں مای کیوں کہتے ہیں۔" سدرہ کی بات پر اس کے

ساکت چہرے میں جنبش ہوئی۔

"اس لیے ماہ رخ! کہ وہ تمہیں کسی اور نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایک اندھے کو بھی نظر آجائے کہ تیمور بھائی تمہیں

پسند کرتے ہیں۔ ہمیں محسوس ہونے لگا ہے پتا نہیں تمہیں آج تک کیوں پتا نہیں چلا۔ ان کے دور جانے سے

تمہیں تکلیف ہوتی ہے تم اسے ہو جاتی ہو ان کے واپس آنے پر تم خوش ہوتی ہو اسے تم کیا کہو گی تم بھی ان سے

محبت کرتی ہو۔" ماہ رخ نے سدرہ کی طرف دیکھا لیکن بولی کچھ نہیں۔

"تمہیں یاد ہے ایک بار عروج نے تم سے پوچھا تھا کہ جب کبھی تمہیں کوئی برا بلم ہو تو سب سے پہلے تمہارے

ذہن میں کس کا نام آتا ہے جو تمہارے خیال میں تمہاری مشکل حل کر دے گا۔ تب تم نے ایک سیکنڈ کا انتظار کیے

بغیر تیمور کا نام لیا تھا لیا تھا تھا؟" سدرہ نے اس سے تصدیق چاہی تو اس کا سر بے ساختہ اثبات میں ہل گیا۔

"تو اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے جس سے انسان سب سے

"اچھا ویسے لگتا ہے آج کل کیمسٹری کے نصاب میں
 لطیفے بھی شامل ہونے لگے ہیں۔"
 "کیوں؟ بسا منع کیا؟" ماہ رخ اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے لگی
 تھی سوچ کر بولی۔
 "نہیں منع تو نہیں لیکن اکیلے بیٹھ مسکرانے والے کو
 لوگ پاگل سمجھتے ہیں۔" سحر اس کے سامنے آلتی پالتی مار کر
 بیٹھ گئی۔
 "تم اور کیا کر رہی ہو؟" سحر نے پوچھا۔

"کل ٹیسٹ ہے سوچا تھوڑی دیر چھت پر ہی بیٹھ جاتے
 ہیں۔" اس نے سامنے دیوار کے پار ڈوبتے سورج کو دیکھتے
 ہوئے کہا۔ سحر نے ادھر ادھر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے
 بعد ایک بار پھر اس کا چہرہ دیکھا جو بہت غور سے غروب
 ہوتے ہوئے سورج کو دیکھ رہی تھی۔ سورج کی
 کرنوں کا عکس اس کی آنکھوں اور چہرے پر بہت واضح تھا۔
 "ماہ رخ!" سحر کے پکارنے پر وہ چونک کر اس کی طرف
 متوجہ ہوئی۔

"تم آج کل کون سی بیوٹی کریم استعمال کر رہی ہو۔" ماہ
 رخ نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے سحر کو دیکھا جو انتہائی
 سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"فی الحال تو کوئی نہیں لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"
 "اس لیے کہ تم دن بہ دن نکھرتی جا رہی ہو۔" سحر کے
 ہنسنے پر اس نے پاس بڑی فائل اس کے سر پر دے ماری۔
 "میں یہاں بڑھنے آئی تھی مجھے نہیں تھا پتا تم جڑیلوں کی
 طرح یہاں بھی پہنچ جاؤ گی۔" سحر اس کی شکل دیکھ کر ہنسنے
 لگی پھر سنبھل کر بولی۔

"اچھا گھورنا بند کرو، میں کہنے آئی تھی کہ تیمور بھائی
 تمہیں بلا رہے ہیں۔" سحر نے اٹھ کر کپڑے جھاڑتے
 ہوئے کہا تو اس نے سر اٹھا کر سحر کو دیکھا جو دیوار کے پار
 جھانک رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک ساتھ کئی دیسے
 جل اٹھے تھے۔

جب وہ نیچے پینچی تو لاؤنج میں مظفر صاحب کے علاوہ
 تیمور اور سلمان بھی تھے۔ نی وی پر پاکستان اور انڈیا کا
 کرکٹ میچ چل رہا تھا۔ پاکستان اور انڈیا کا میچ ہو اور وہ لوگ
 مس کر دیں یہ تو نا ممکن باتوں میں سے ایک تھی۔ ان پر
 سب سے پہلی نظر سلمان کی پڑی تھی۔

"کہاں ہوتی ہو یا تم؟ پڑھائی کو تم نے ایسے سر پر سوار
 کیا ہوا ہے جیسے اگر ایک تم ڈاکٹر نہ بنیں تو پاکستان کی آدھی

زیادہ محبت کرتا ہو جس پر اسے مان ہو وہی اسے مصیبت
 میں یاد آتا ہے اور تمہیں ہمیشہ تیمور بھائی یاد آتے ہیں
 حالانکہ تمہاری امی ہیں تمہارے بڑے بابا تمہاری بڑی
 امی، سلمان بھائی یہ سب کیوں نہیں یہ بھی تو تمہارے
 اپنے ہیں؟"

ماہ رخ بے بسی سے ہونٹ کانٹے لگی۔
 "مان لو ماہ رخ! کہ تمہارے تیمور بھائی تم سے محبت
 کرتے ہیں اور تم ان سے۔ کبھی ان کی آنکھوں میں
 جھانک کر دیکھنا۔ تمہیں پتا چل جائے گا اور اگر یہ نہ کر سکو
 تو اپنے دل میں جھانک لینا وہاں سے تمہیں زیادہ صحیح جواب
 ملے گا۔" سدرہ کی بات ختم ہونے پر اس نے نظر اٹھا کر
 سدرہ کو دیکھا اور ایک نظر خاموش بیٹھی تھیں اور عروج کو
 دیکھا اور دوسرے ہی لمحوں میں وہ اپنی کتابیں اٹھا کر تیزی سے
 کلاس روم سے باہر نکل گئی۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو بات بار بار ہم سے کہی جائے
 نا چاہتے ہوئے بھی دل اس بارے میں سوچنے لگتا ہے۔
 قطرہ قطرہ اگر پتھر بھی پائی کر تار ہے تو اس میں بھی سورخ
 ہو جاتا ہے وہ تو پتھر ایک لڑکی تھی نرم و نازک جذبات رکھنے
 والی جس میں سب کی طرح چاہے جانے کی خواہش تھی رہاں
 تار کرتے ہوئے بھی وہ تیمور کے بارے میں سوچنے لگی
 تھی۔ تیمور کو سوچنا اسے اچھا لگنے لگا تھا۔ شروع میں اپنی
 ہی کیفیت سے ڈر لگتا تھا۔ وہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرپا
 رہی تھی لیکن سدرہ کی گفتگو نے اسے بہت کچھ سوچنے پر
 مجبور کر دیا۔ اسے یہ احساس ہوا کہ وہ تو تیمور کو چاہتی ہے
 جانے کب سے۔ اس احساس سے وہ جیسے ایک دم ہلکی
 پھلکی ہو گئی سب کچھ بہت خوب صورت لگنے لگا۔

تیمور شروع ہی سے اس کے لیے بہت اہم تھا اور اگر وہ
 اسے چاہتا ہے تو اس سے زیادہ خوش قسمتی اس کے لیے
 اور کیا ہو سکتی ہے۔

"تیمور۔" اس نے زیر لب اس کا نام لیا اور بے اختیار
 مسکرا دی۔

"شباباش یہاں اکیلے اکیلے مسکرایا جا رہا ہے۔" سحر کی
 آواز پر اس نے گڑبڑا کر سر اٹھایا۔

"خیر بہت؟" ماہ رخ کے دیکھنے پر سحر شرارت سے
 مسکرائی۔

"کچھ نہیں میں پڑھ رہی تھی۔" اس نے کیمسٹری کے
 نوٹس اپنے آگے رکھ لیے۔

آبادی شفا سے محروم رہ جائے گی۔" ماہ رخ کو دیکھتے ہی وہ شروع ہو گیا۔ وہ مسکراتے ہوئے مظفر صاحب کے پاس آگئی۔ "ہاں بھئی ڈاکٹر صاحب! تھوڑا سا وقت ہم بیماروں کے لیے بھی نکال لیا کریں۔"

"بڑے بابا آپ بھی نا۔" ان کے ڈاکٹر صاحب کہنے پر وہ جھینپ گئی۔

"میری بیٹی نیچے آتی ہے تو رونق ہو جاتی ہے۔" حلیمہ نے جوس کا گلاس مظفر صاحب کو پکڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ اپنی ویلیو سے آگاہ ہے اس لیے ایسا کرتی ہے۔" اس دوران پہلی بار تیمور بولا وہ مسکرا دی۔

"بابا! آپ کی دوائی۔" سحر نے دو نیپلس اور پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا تو انہوں نے بری سی شکل بنا کر سحر کو دیکھا۔

ماہ رخ نے غور سے ان کی زرد رنگت کو دیکھا وہ پہلے کی نسبت کمزور بھی لگ رہے تھے۔

"بڑے بابا! آپ کی طبیعت خراب ہے؟" اس نے ایک دم پریشان ہو کر ان کا ہاتھ تھام لیا۔ مظفر صاحب اس کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر مسکرا دیے۔

"ارے یہ لوگ تو ایسے ہی پاگل ہو گئے ہیں تھوڑی سی طبیعت خراب ہو جائے تو چاہتے ہیں بستر سنبھال لوں۔ اچھا بیٹا! اب میں تھوڑی دیر لیٹوں گا تم بھی بڑھائی کو زیادہ سر پر سوار مت کیا کرو۔" انہوں نے اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا۔

میچ کے شروع ہوتے ہی سحر بھی وہاں آگئی۔ اب وہ تینوں انہماک سے میچ میں گم تھے جبکہ وہ بوریت کا شکار ہو رہی تھی۔ میچ میں اس کی دلچسپی ہمیشہ سے کم تھی۔ ماہ رخ نے نظر اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے تیمور کو دیکھا جو میچ دیکھنے میں لگن تھا۔

"تیمور بھائی واقعی بہت ہینڈ سم ہیں۔" اس نے بے اختیار دل میں سراہا۔

"ہاں بھئی تمہاری بڑھائی کیسی جارہی ہے۔"

"بالکل ٹھیک۔" تیمور اٹھ کر اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ غیر محسوس طریقے سے پیچھے ہٹی۔ تیمور نے اس تبدیلی کا شاید نوٹس نہیں لیا تھا۔ وہ نارمل انداز میں اس سے باتیں کرنے لگا کہ فون کی بیل بجی جسے سن کر تیمور اٹھ گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

"کہاں جارہی ہو؟" سلمان نے اسے اٹھتے دیکھ کر

پوچھا۔ "آپ میچ دیکھنے میں مصروف ہیں میں ہمت دیر تک یہ برداشت نہیں کر سکتی ورنہ میرے سر میں درد ہونے لگے گا۔"

"بڑی ہی بور لڑکی ہو۔" اس کی بات سن کر سلمان بولا۔ تو وہ مسکرا کر سیڑھیوں کی طرف آگئی۔



"یارا یہ مینڈک کی چیر پھاڑ بھی کتنا مشکل کام ہے۔" ماہ رخ کی گھبرائی ہوئی آواز پر عروج نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"اتنا مشکل بھی نہیں جتنا تمہاری شکل سے لگ رہا ہے۔"

پھر بھی دیکھو نا ایک معصوم سا جانور اسے دو منٹ میں چیر پھاڑ کر رکھ دو اور پھر اتنا گندہ کام۔" ماہ رخ نے بری سی شکل بنائی۔ "آج تک تو ایسا ہی ہوتا آ رہا ہے۔ لیکن اگر کوئی اور طریقہ تمہاری نظر میں ہے جس سے آپریشن بھی سمجھ میں آجائے اور تمہارے اس معصوم جانور کی چیر پھاڑ بھی نہ ہو تو پلیز بتا دو۔ میڈیکل سائنس کی سٹری میں تمہارا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا اور بے چارے مینڈک اور اس کی آنے والی نسلیں تمہیں دعائیں دیتی رہیں گی۔"

شمین نے پوری سنجیدگی سے کہا۔

"تم لوگوں سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔" ماہ رخ نے غصے سے فائل کھول لی۔

"ویسے آپس کی بات ہے تمہیں میڈیکل میں نہیں جانا چاہیے یہاں مینڈک کو دیکھ کر تمہارا یہ حال ہوتا ہے تو جب آسان کی چیر پھاڑ کرنی پڑی۔"

"تو ڈاکٹر صاحبہ کہ آپریشن میسر میں مریض کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں اب ہمیں علاج کی اشد ضرورت ہے۔" سدرہ کی بات پر شمین اور عروج کا تقہم بے ساختہ تھا جبکہ وہ کھسیانی ہو کر ہنسنے لگی۔

"ویسے تم اتنی ہمت کا کام کر کیسے رہی ہو؟" عروج نے اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے پوچھا۔

"بڑے بابا اور تیمور بھائی چاہتے ہیں کہ میں ڈاکٹر بنوں۔" ماہ رخ کی بات پر ان کی "او" بہت واضح تھی۔

"تیمور بھائی کی خواہش ہے اسی لیے محترمہ جی جان سے اس کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش میں ہیں۔"

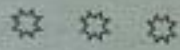
سدرہ نے مسکراتے ہوئے اس کے جھکے سر کو دیکھا۔

نے ماہ رخ کو مبارکباد دینے کے بعد عروج کو دیکھا۔

"لو ہم دونوں ایک ہی اسٹیٹ پر رہتے ہیں اور اکٹھے آتے ہیں اتنی خبر رکھنا تو میرا حق ہے۔ اچھا یہ بتاؤ بھانجا ہے یا بھانجی؟"

"بھانجا، کل رات کو شیراز بھائی کا فون آیا تھا۔ امی اور بڑی امی تو کل سے وہاں گئی ہوئی تھیں آج ہم سب جائیں گے۔ مجھے یقین ہے میرا بھانجا بہت خوب صورت ہو گا۔" ماہ رخ نے بڑے پیار سے اس کا ذکر کیا۔

"ہاں اگر اپنے بڑے ماموں پر گیا تو۔" ثمنین نے شرارت سے ماہ رخ کو دیکھا اس سے پہلے کہ ماہ رخ جوابی کارروائی کرتی ثمنین نے دوڑ لگادی۔



"ماہ رخ! جلدی سے تیار ہو جاؤ، بھائی ہمیں لینے کے لیے آنے والے ہیں۔" سحر کے کہنے پر وہ تیزی سے اپنے کمرے میں آئی۔ وارڈروپ کھول کر کتنی دیر تک وہ ہینگ کے ہوئے اپنے کپڑوں کو گھورتی رہی۔ آج سے پہلے اسے کپڑوں کی سلیکشن میں کبھی بھی اتنی مشکل نہیں ہوئی تھی۔ لیکن آج وہ اچھا لگنا چاہتی تھی۔ کسی خاص شخص کے منہ سے اپنے لیے خاص جملہ سنا چاہتی تھی۔ تیار ہو کر وہ نیچے آگئی۔ سحر ابھی تک باہر نہیں آئی تھی تیمور کی گاڑی کا ہارن سن کر وہ ایک دم کھڑی ہوئی اگرچہ اس نے بہت زیادہ اہتمام نہیں کیا تھا، صرف میچنگ ایئرنگز اور چوڑیوں کا اضافہ کیا تھا اپنے شوئرز کٹ بالوں کو ہیشی کی طرح کھلے رہنے دیا تھا لیکن پھر بھی وہ نروس ہو رہی تھی۔ تب ہی تیمور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"ماہی! تم تیار ہو؟ سحر سے کچھ جلدی سے باہر نکلے۔" تیمور نے عجلت میں اسے دیکھا اور پگن میں چلا گیا۔ ایک پل کے لیے وہ چپ رہ گئی۔ تیمور چند لمحوں بعد باہر آیا "سحر! دروازہ لاک کر کے باہر آ جاؤ، چلو ماہی۔" اس نے اونچی آواز میں سحر کو کہتے ہوئے اسے مخاطب کر کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ جو کسی خوب صورت جملے کی منتظر تھی ایک دم اس کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔ سحر کے ساتھ وہ باہر آگئی گیٹ کے پاس پہنچ کر سحر دوبارہ کسی کام سے اندر چلی گئی۔ تیمور گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا وہ اس سے کچھ فاصلے پر جا کر کھڑی ہو گئی۔ "سحر نہیں آئی؟" تیمور نے ماہ رخ سے پوچھا۔

"جو بھی سمجھ لو۔" وہ بھی مسکرا دی۔

"ویسے آج کل کیا صورت حال ہے؟ میرا مطلب ہے تیمور صاحب نے کوئی اظہار محبت کا فقرہ بولا۔" ثمنین نے بڑے اشتیاق سے ماہ رخ کی شکل دیکھی تو ماہ رخ نے لٹی میں سر ہلایا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ تیمور بھائی مجھ سے ویسے پیار کرتے ہیں۔ ان کا رویہ بالکل ویسا ہے جیسے پہلے تھا وہ تو جب بھی مجھے دیکھتے ہیں۔ یہی پوچھتے ہیں تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے، دھیان سے پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔" ماہ رخ کا انداز کافی مایوس کن تھا۔

"اب تمہارے سوچنے کا انداز بدلا ہے تو ضروری نہیں اگلے بندے کو بھی اس کا احساس ہو گیا ہو اور پھر تم خود ہی تو کہتی ہو وہ کافی سنجیدہ ہیں۔ وہ اگر تمہارے بارے میں اتنے کیڑے رنگ ہیں تو یہ ان کے پیار کا انداز ہو گا ضروری تو نہیں ہر بندہ ثمنین کے منگیتری کی طرح آئی لو ہو کتا پھرے۔" سدرہ کے کہنے پر ثمنین نے اپنی فائل اسے کھینچ ماری۔ جبکہ ماہ رخ چیخ کر مسکرا دی۔

"میرا مطلب یہ نہیں تھا۔"

"یہ مطلب نہیں تھا نا تو بس ثمنین مت لو۔ تم دونوں کے درمیان تو کوئی ظالم سماج بھی نہیں۔ اس لیے اللہ اللہ خیر صلا۔" سدرہ نے ہاتھ بھاڑتے ہوئے بات ختم کی۔ "ویسے ماہ رخ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ اب تم عدنان کو ہی لو۔" اس نے اپنے منگیتری کا ذکر کیا۔ "جب ہماری منگنی نہیں بھی ہوئی تھی تو اگر میں اسے اچھی لگتی تھی تو وہ اس کا اظہار بھی کرتا تھا۔ اس نے ہی مجھے بتایا تھا کہ سرخ رنگ مجھ پر سوٹ کرتا ہے۔"

"اچھا۔" ثمنین کی بات پر سدرہ شرارت سے بولی۔

"لیکن وہ قطعی متاثر نہیں ہوئی تھی" لیکن تیمور بھائی نے مجھے تو کبھی نہیں کہا کہ میں کس کلمے میں اچھی لگتی ہوں۔" ماہ رخ نے کافی پریشانی سے ان تینوں کو دیکھا۔

"اگر نہیں کہا تو تم ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرواؤ۔ جب تیار ہو تو ان سے پوچھو یہ کلمہ تم پر کیسا لگ رہا ہے سو پیل۔" سدرہ نے چٹکی بجا کر اس کا مسئلہ حل کیا۔

"آج ماہ رخ ہمیں ٹریٹ دے رہی ہے۔" عروج کی بات پر وہ دونوں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔ "کیونکہ ماہ رخ خالہ بن گئی ہے۔"

"مبارک ہو ماہ رخ لیکن تمہیں کیسے پتا چلا؟" سدرہ

عروج کو دیکھا۔
 پر رہتے ہیں اور انکھے
 ہے۔ اچھا یہ بتاؤ بھانجھے
 کی کافون آیا تھا۔ اسی اور
 ج ہم سب جائیں گے
 صورت ہو گا۔ "ماہ رخ
 پر گیا تو۔ "شمین نے
 سے پہلے کہ ماہ رخ جو لبی
 بھائی ہمیں لینے کے
 نے بروہ تیزی سے اپنے
 کرتی دیر تک وہ ہینک
 آج سے پہلے اسے
 تھی مشکل نہیں ہوئی
 کسی خاص شخص
 ناچاہتی تھی۔ تیار ہو
 میں آئی تھی تیمور کی
 ہوئی اگرچہ اس نے
 بیچنگ ایئر رننگز اور
 لٹ بالوں کو ہمیشہ کی
 ہ نروس ہو رہی تھی۔
 رہی سے باہر نکلے۔"
 میں چلا گیا۔ ایک
 عوں بعد باہر آیا
 چلو ماسی۔" اس نے
 اسے مخاطب کر کے
 خوب صورت جملے کی
 پائی تیرنے لگا۔ سحر
 کچھ کر سحر دوبارہ کسی
 ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا
 پوچھا۔

"وہ بڑی امی نے اپنے کپڑے منگوائے تھے وہ لینے گئی
 ہے۔" اس نے سر جھکا کر جواب دیا تو تیمور خاموشی سے کی
 رنگ انگلی میں گھمانے لگا۔

"تیمور بھائی! آخر اس نے ہمت کر کے اسے مخاطب
 کر لیا۔

"ہوں۔" وہ اب بھی گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔
 "میں کیسی لگ رہی ہوں؟" تیمور جھپٹکے سے اس کی
 طرف مڑا۔ ایک بل کے لیے اس کی آنکھوں میں حیرت ور
 آئی اور ہونٹوں پر جسم سی مسکراہٹ بھی لیکن اگلے ہی بل
 وہ کھل کر مسکرایا۔

"ہمیشہ کی طرح بہت اچھی۔ چلو اب جلدی سے گاڑی
 میں بیٹھو، سحر کو گیٹ سے باہر آنا دیکھ کر وہ جلدی سے
 ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے لمحے میں کچھ
 ایسا خاص نہیں تھا ہمیشہ کی طرح وہی انداز جیسے وہ کسی بچے
 سے مخاطب ہو۔

"چلو ماہ رخ۔" سحر کے کہنے پر چارو ناچار گاڑی کا پچھلا
 دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ سارا راستہ وہ آنسو پینے میں
 مصروف رہی۔

"تیمور بھائی تو مجھے ایسی نظر سے نہیں دیکھتے نہ ہی میری
 تعریف کرتے ہیں جیسے تمہیں کا کزن کرتا ہے، میں ہی پاگل
 ہوں۔" اس نے غصے سے اپنے ہاتھ میں پسلی چوڑیوں کو
 دیکھا اس کا دل چاہا ساری چوڑیاں اتار کر پھینک دے لیکن
 گاڑی کے رکتے ہی اسے اپنے اس خیال کو رد کرنا پڑا۔ وہاں
 بڑے پاپا اور سلمان پہلے سے موجود تھے۔ وہ سب سیراز سے
 ملنے کے بعد تانیہ کے کمرے میں آگئے۔ تیمور نے جاتے
 ہی تانیہ کے بیٹے کو اٹھا لیا۔

"تیمور بھائی! اس کے ہاتھ پاؤں کتنے چھوٹے چھوٹے
 سے ہیں وہ بڑے اشتیاق سے اس کے چھوٹے چھوٹے
 پاؤں کو چھو رہی تھی۔ ایک مسکراہٹ سب کے لبوں کو
 چھو گئی۔ تیمور نے غور سے اس کے پر جوش چہرے کو
 دیکھا۔

اسی وقت مظفر صاحب نے ایک نظر تیمور، ماہ رخ اور
 سلمان کو دیکھا اور تانیہ کے کان میں کچھ کہا اس نے حیرت
 سے ان تینوں کو دیکھا اور مسکرایا۔

"بھائی! ایسا نہیں لگتا یہ پورا بچہ پر گیا ہے۔" سلمان نے
 غور سے بچے کو دیکھا۔

"ایسے ہی یہ تو اتنا پیارا ہے۔" ماہ رخ کے کہنے پر

سلمان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔
 "کیا مطلب ہے تمہارا میں پیارا نہیں؟"
 "حد ہے خوش فہمی کی۔" اس نے جواب دیا۔
 "چلو تیمور اس کا نام تم رکھو۔" سیراز کے کہنے پر وہ
 حیران ہوا۔

"میں؟ نہیں یا یہ تم لوگوں کا کام ہے۔" اس نے
 مسکراتے ہوئے معذرت کی۔

"کیوں؟ تم اس کے ماموں نہیں ہو تم بتاؤ گے۔" کچھ
 دیر وہ سوچتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "مومن!"

"زبردست، مجھے پہلے ہی پتا تھا تم جو سوچو گے
 اچھا سوچو گے؟" سیراز نے مسکرا کر تیمور کو دیکھا۔ "کل آئی
 بھی یہی نام لے رہی تھیں۔" تانیہ نے اپنی سانس کا ذکر
 کیا۔ کل تیل کی آواز پر سیراز باہر نکل گیا جب وہ واپس آیا
 تو ایک لڑکا اس کے ساتھ تھا۔

"ارے طلحہ! آؤ تم کہاں سے راستہ بھول گئے۔"
 تانیہ نے آنے والے کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ "بھابھی
 جی! راستہ بھول گیا ہوں تو یہاں کیسے پہنچتا۔" وہ شوق سے
 بولا۔

"پاپا! یہ طلحہ ہے، سیراز کے چچا کا بیٹا آپ شادی میں
 اس سے ملے تو ہوں گے؟" تانیہ نے تعارف کرایا۔

"اکیلے آئے ہو؟" تانیہ نے پوچھا۔
 "نہیں، مئی پاپا بھی ساتھ ہیں۔"

"ایکسکیوز می، اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو آپ ماہ
 رخ ہیں۔" ماہ رخ نے مڑ کر دیکھا۔

"جی نہیں آپ غلطی نہیں کر رہے، میں ماہ رخ ہی
 ہوں۔" وہ جواب دے کر دوبارہ لی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"میں نے آپ کو تانیہ بھابھی کی شادی پر دیکھا تھا تب
 آپ چھوٹی سی تھیں۔" اب ماہ رخ نے قدرے غصے سے
 اسے دیکھا۔

"میرا خیال ہے دو سال میں انسان بڑا ہو ہی جاتا ہے۔"
 اس کے غصہ کرنے پر وہ کھل کر مسکرایا۔

"آپ اب بھی ویسی ہیں۔"
 "کیا مطلب ہے آپ کا؟ اس دوران میرے سر پر

سینگ نکل آئے ہیں؟" طلحہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔
 "میرا خیال ہے آپ پاگل ہیں۔"

"جی نہیں، میں آری میں لیفٹیننٹ ہوں۔"

وہ ہر پہنچے ہوئے کچن کی طرف چلی گئی۔ طلحہ کی نظروں نے آخر تک اس کا پیچھا کیا تھا۔



دعا کرنے کے بعد اس نے جگہ میں جھکا اپنا سر اٹھایا۔ میزٹیوں پر قدموں کی آواز پر اس نے تیزی سے جائے نماز کو سمیٹا اور آنکھیں صاف کرتے ہوئے لاؤنج میں آگئی۔ جہاں تھکے ہوئے چہرے کے ساتھ رخشندہ بیٹھی تھیں۔

”امی! بڑے پیابا کیسے ہیں؟“ وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

”پہلے سے بہتر ہیں۔“ انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”امی! میں کب ان سے ملنے جاؤں گی۔“ آنسو اس کی آنکھوں سے پھٹکے پڑ رہے تھے۔

”ماہ رخ! مینا اروتے نہیں۔ دو دن سے نہ کھاری ہونہ پی رہی ہو اپنا حال دیکھو۔“ انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

”آج بھائی صاحب آ رہے ہیں تم مل لینا اب کچھ کھا لو۔“

”ابھی مجھے بھوک نہیں، جب بڑے پیابا آجائیں گے پھر کھاؤں گی۔“ اس کے دونوں لمبے پر رخشندہ نے بے بسی سے اس کا چہرہ دیکھا اور شام کو مظفر صاحب جب گھر پر آئے تو وہ خود کو کافی حد تک سنبھال چکی تھی۔

”ارے ماہ رخ! میری گڑیا آگئی۔ تم سے دو دن سے میری آنکھیں ترس گئی تھیں تمہیں دیکھنے کو۔“ اسے دیکھتے ہی مظفر صاحب نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیے تو وہ ان کے سینے سے لگ گئی۔

”ماہ رخ! میں کیا سن رہا ہوں تم دو دن سے کھانا نہیں کھا رہی کتنی بڑی بات ہے مینا! کوئی کھانے سے بھی ناراض ہوتا ہے اب کھانا کھاؤ گی؟“ مظفر صاحب کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

”حلیہ، مسلمان کو آواز دو۔“ کچھ دیر بعد مسلمان ان کے سامنے تھا اس کی آنکھیں اور چہرہ سرخ تھا شاید وہ رویا تھا۔

”مسلمان! ادھر آؤ تم تو میرے بہادر بیٹے ہو۔“ انہوں نے ایک نظر سب کو دیکھا پھر گویا ہوئے۔

”آپ سب میری بات دھیان سے سنیں مسلمان اور تیمور! تم لوگ کوشش کرنا کبھی بھی تم لوگوں کی وجہ سے

تمہاری ماں اور تمہاری بہنوں کو تکلیف نہ ہو۔ یہ تمہاری چچی تمہاری ماں کی طرح ہے ان کا بالکل اسی طرح احترام کرنا جیسے تم اپنی ماں کا کرتے ہو اور سحر! تم اپنے بھائیوں سے ہر چیز پورے حق سے لے سکتی ہو یہ تمہیں منع نہیں کریں گے اگر یہ واقعی میرے بیٹے ہیں۔“

”پیابا۔“ تیمور نے بولنا چاہا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

”ایک بات اور، آپ سب کے دلوں میں میرے لیے پیار اور احترام ہے تو میری اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ کبھی تم لوگ تیمور کو تکلیف نہیں دو گے۔ اگر کبھی کوئی تیمور کو تکلیف دے گا تو وہ سمجھ لے کہ اس نے مجھے تکلیف دی ہے۔“ پھر انہوں نے ماہ رخ اور سحر کو پاس بلا کر ان کا ہاتھ چوما۔

”آپ لوگ اب جائیں، کھانا کھائیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔“ سب کے جاتے ہی انہوں نے تیمور کی طرف دیکھا جس کا سر جھکا ہوا تھا اور ضبط کے مارے اس کا سارا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اچانک انہوں نے اس کا سراپے سینے سے لگایا۔

”کبھی کبھی میں سوچتا تھا تیمور! کہ تم پتا نہیں میری کس تنگی کا صلہ ہو تم میرے ایسے بیٹے ہو جس پر میں بجاطور پر کھر کر سکتا ہوں۔ تم جب بڑے ہوئے تو مجھے لگنے لگا تھا میں ایک بار پھر جوان ہو گیا ہوں۔ تم کو دیکھ کر میرا حوصلہ بڑھتا تھا اور جب تمہیں دو سروں کے لیے اپنی خواہشیں دباتے تو سوچتا میں اپنے بیٹے کی تکلیف کو بانٹ لوں گا۔ لیکن اب ایسا لگتا ہے شاید میں یہ سب نہ کر سکوں۔“

”پیابا! آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔“

”تیمور! پلینز مینا پہلے میری بات سنو۔ یہ باتیں میں کسی اور سے نہیں کر سکتا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں تمہیں یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں آج تک میرے کئے بغیر تم سب کا خیال رکھتے رہے ہو۔ لیکن پھر بھی سحر اور تانیہ کو کبھی محسوس نہیں ہونا چاہیے ان کا باپ نہیں ہے۔ مسلمان لا پرواہ ہے لیکن مجھے یقین ہے اسے سنبھال لو گے۔ سب سے اہم بات یہ کہ یہ سب تو تمہارے اپنے ہیں، لیکن رخشندہ اور ماہ رخ! انہیں کبھی یہ محسوس نہیں ہونا چاہیے وہ اکیلے ہیں یہ گھرانہ انہیں۔ تیمور! ماہ رخ! مجھے بہت عزیز ہے میں نے اپنے مرے ہوئے بھائی کی میت پر بیٹھ کر خود سے وعدہ کیا تھا کہ میں سحر اور تانیہ سے زیادہ ماہ رخ سے پیار

نیچے سے آتی چیخوں کی آواز پر اس کا دل زور سے کانپا پھر وہ ننگے پاؤں نیچے کی طرف بھاگی۔ مظفر صاحب کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اسے اپنے دل کی دھڑکن اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔ سب سے پہلے اس کی نظر اپنی روتی ہوئی ماں پر پڑی۔ جو باہر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھیں۔ جو اسے محسوس ہو رہا تھا وہ اسے محسوس کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر بیڈ پر ساکت لیکن پرسکون انداز میں لیٹے مظفر صاحب پر پڑی۔ تانیہ بھی وہاں آچکی تھی۔ سحر اور حلیمہ ان کے سرہانے بیٹھے اونچی آواز میں رورہے تھے۔ سلمان ان کے پیروں پر سر رکھے رو رہا تھا جبکہ تیمور دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر غور سے مظفر صاحب کے پرسکون چہرے کو دیکھا، اچانک اس کا سر نفی میں ہلا، وہ اسی طرح باہر نکل آئی۔

”امی! بڑے پایا سو رہے ہیں۔“ وہ ان کے قریب کھڑی ہو گئی۔ رخشندہ نے روتی ہوئی نظروں سے اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھا۔ چہرے کی طرح اس کی آنکھیں بھی بے تاثر تھیں۔ انہیں خوف سا محسوس ہوا اس کے مزاج کی شدت کو وہ جانتی تھیں اور مظفر صاحب سے تو وہ بے انتہا پیار کرتی تھی۔

”ماہ رخ۔“ انہوں نے قریب جا کر اس کا چہرہ تمام لیا۔

”بیٹا! تمہارے بڑے پایا۔“

”شش“ ان کی بات پوری ہونے سے پہلے اس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں بولنے سے روکا۔ ”بڑے پایا سو رہے ہیں۔“ وہ اپنے چہرے سے ان کے ہاتھ ہٹا کر دوبارہ سیریلیوں کی طرف مڑ گئی۔ اسے اپنے قدموں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ اچانک وہ گر گئی آنکھیں پیند ہونے سے پہلے اس نے اپنی ماں کی چیختی ہوئی آواز سنی تھی اور کئی گھنٹے بعد ہوش میں آتے ہی وہ پاگلوں کی طرح باہر کی طرف دوڑی تھی۔ سب سے پہلے اس کی نظر مظفر صاحب کی میت کے سرہانے بیٹھی تانیہ پر پڑی جو بے تحاشا رو رہی تھی۔ وہ چلتی ہوئی ان کے قریب آگئی اس نے ساکت لیٹے مظفر صاحب کو دیکھا اور ان پر جھکی۔

”بڑے پایا! انہیں دیکھیں سب کتنا پریشان ہو رہے

کروں گا۔ اس کے منہ سے نکلنے والی ہر خواہش کو پورا کروں گا۔ اب تک میں نے اپنا وعدہ نبھانے کی کوشش کی ہے۔ اب میری تم سے درخواست ہے تم اس کا خیال رکھنا۔ یہ سب میں تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ میرے علاوہ وہ تم سے زیادہ قریب ہے اور تم اس سے زیادہ اس کو سمجھتے ہو۔“ انہوں نے غور سے تیمور کا چہرہ دیکھا۔

”کو شش کرنا وہ کبھی نہ روئے کیونکہ جب جب وہ روئے گی مجھے تکلیف ہوگی۔ چاہے میں قبر میں ہی کیوں نہ ہوں اور وہ اونچا پورا مرد خود پر قابو نہ پاسکا تھا وہ خود بھی رو پڑے۔“

”کو شش تو تھی اپنے سارے بچوں کی خوشیاں دیکھتا۔ سحر اور ماہ رخ کے فرض سے سبکدوش ہونا لیکن پتا نہیں ایسا لگتا ہے۔“ آنسوؤں نے انہیں بات مکمل کرنے نہیں دی۔

”تم تو ساری عمر میری آنکھوں کی ٹھنڈک رہے ہو خدا تمہاری ہر خواہش پوری کرے۔“ انہوں نے اس کا ماتھا چوم لیا۔ تیمور تم سب کا خیال رکھنا۔“

”اور پایا میں؟“ تیمور نے بڑے دکھ سے پوچھا۔

”تم؟“ انہوں نے بڑی بے بسی سے اسے دیکھا۔

”میں بہت خود غرض ہو گیا ہوں۔ ساری ذمہ داریاں تم پر ڈال رہا ہوں۔ لیکن تمہارے ساتھ میری دعائیں ہیں۔ جس طرح ساری عمر تم نے مجھے سکون دیا ہے اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا۔ تمہاری ہر مشکل آسان کرے گا، تمہاری ایک خواہش مجھ پر ادھار تھی شاید میں پوری نہ کر سکوں، لیکن میری دعا ہے تمہاری وہ خواہش اپنی پوری خوب صورتی کے ساتھ تمہیں ملے۔ تمہیں اللہ ایسا سناھی دے جو صحیح معنوں میں تم سے محبت کرتا ہو جس کا ساتھ تمہاری ساری تکیفیں تمہارے سارے دکھ سمیٹ لے۔ تیمور مجھ سے وعدہ کرو ورنہ مجھے سکون نہیں ملے گا۔“ تیمور نے خود کو سمیٹتے ہوئے ان کے کمزور چہرے کو دیکھا جہاں امید کا ایک جہان آباد تھا۔

”میں وعدہ کرتا ہوں پایا! میں آپ کی ہر خواہش پوری کروں گا ہر صورت میں اور آپ پایا آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔“ اس نے ان سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

”سدا خوش رہو۔ جاؤ تم بھی آرام کرو اور لائٹ بند کر جانا۔“ وہ تھکے تھکے قدموں سے لائٹ بند کر کے باہر نکل آیا۔

نہ ہو۔ یہ تمہارا
اسی طرح احقر
تم اپنے بھائی
تجربہ سے منع نہیں

تو تھا انھا کر اسے

میں میرے لیے
یاد رکھنا کہ کبھی
کبھی کوئی تیمور
مجھے تکلیف نہ
س بلا کر ان کا ہاتھ

میں بالکل ٹھیک
رہی طرف دیکھا
اس کا سارا چہرہ
راپے سینے سے

نہیں میری کسی
میں بجا طور پر غم
لگنے لگا تھا میں
سرا حوصلہ بڑھتا
انہیں دباتے تو
گا۔ لیکن اب

باتیں میں کسی
ہوں تمہیں یہ
بے کے بغیر تم
سحر اور تانیہ کو
پ نہیں ہے۔

سنجال لوگے۔
اپنے ہیں لیکن
ہونا چاہیے
مجھے بہت عزیز
پر بیٹھ کر خود
رخ سے ہمار

ہیں۔ "تانیہ اٹھ کر اس کے قریب آئی۔
"ماہِ رخ اپنا نہیں اٹھیں گے۔" اس نے اسے ساتھ لگا

لیا۔
"اٹھیں گے تانیہ باقی! میں کہوں گی تو ضرور اٹھیں گے۔" وہ اس کے ساتھ لگی کہنے لگی۔ کچھ دیر بعد شاید اپنی کسی ہوئی بات ناممکن نظر آئی تو وہ چیخ کر رونے لگی۔ اس کو اس طرح رونا دیکھ کر دوسروں کے آنسوؤں میں بھی روائی آگئی۔ جنازے کے جاتے ہی سب آہستہ آہستہ اٹھنے لگے، صرف وہ اور حرمزین رہ بیٹھے تھے۔
شام کے سائے پھیل چکے تھے جب تیمور اور سلمان گھر میں داخل ہوئے تھے۔ وہ دونوں سیدھا ان کی طرف آئے تھے۔

"ماہی! اگر تمہیں پیلا سے پیار تھا تو اب تم نہیں روؤ گی۔ اگر تم سب اس طرح روؤ گے تو انہیں کتنی تکلیف ہو گی۔" ماہِ رخ کو اس دوران پہلی بار کسی قیمتی چیز کے کھو جانے کا احساس ہوا تھا اس نے نظریں اٹھا کر تیمور کی طرف دیکھا اور اگلے ہی پل اپنا سر اس کے سینے پر رکھ دیا۔
"تیمور بھائی! بڑے پیلا کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ کیوں چلے گئے۔ انہوں نے ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا۔ مجھے اب پیار کون کرے گا۔ میں جو اتنی ڈھیر سی باتیں ان سے کرتی تھی۔ اب کس سے کروں گی، میں بڑے پیلا کے کہوں گی، انہیں کوئی حق نہیں تھا پھر کیوں وہ مجھے دوبارہ یتیم بنا گئے۔" وہ بری طرح سے رونے لگی اور وہ جو کب سے ضبط کر رہا تھا اس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔ آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر ماہِ رخ کے بالوں میں جذب ہونے لگے تھے۔ دائیں طرف کھڑے سلمان اور سحر کی سسکیوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اگلے ہی پل وہ ماہِ رخ کو خود سے الگ کر کے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔



کسی کے نہ ہونے سے زمانے کی رفتار پر کوئی فرق نہیں پڑتا نہ ہی کوئی حادثہ گھڑی کی سوئیوں کو روک سکتا ہے۔ ان لوگوں کی زندگی بھی رکی نہیں تھی۔ لیکن ان کی زندگی میں سے خوشنارنگ گم ہو گئے تھے۔ جہاں سلمان کی شرارتیں تھیں، سحر کی مسکراہٹیں تھیں، ماہِ رخ کے قہقہے تھے وہاں اب صرف سناٹا تھا۔ اب وہ سب ایک دوسرے سے اپنے آنسو چھپانے کی کوشش میں رہتے تھے۔ عجیب روکھی

پھینکی سی زندگی تھی۔ آج مظفر صاحب کو گزرے چار ماہ ہونے کو آئے تھے۔

اور اس عرصے میں اس نے بہت سی باتوں کو سوچنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے اب سے پہلے صرف یتیم کا لفظ سن رکھا تھا۔ یہ کیسا احساس ہے اس کا اور اک اسے اب ہو رہا تھا۔ اس نے ہوش سنبھالتے ہی بڑے پیلا کو دیکھا تھا۔ بے انتہا چاہت ملی تھی اسے، اتنی محبت اور شفقت تو اسے اپنی ماں سے بھی نہیں ملی تھی۔ اس کی ہر خواہش کو وہ پورا کرتے تھے۔ جو چیز اس کی ماں اس کو ہمیشہ سے سمجھانا چاہتی تھیں وہ خود بخود اس کی سمجھ میں آگئی تھی۔ جب ضدیں پوری کرنے والا نہ رہا تو وہ کس سے ضد کرتی۔ ایک خوف سا اس کے اندر بیٹھ گیا تھا، عدم تحفظ کا احساس۔

"ماہِ رخ" وہ جو کھڑکی سے پیشانی ٹکائے اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ رخشہ کے پکارنے پر چونکی۔
"ایسے کیوں کھڑی ہو؟" انہوں نے قدرے تشویش سے پوچھا۔

"ایسے ہی۔" وہ مسکرا دی۔
"اچھا چلو کھانا کھا لو۔" کھانے کے دوران اس نے غور سے ان کا چہرہ دیکھا۔
"امی! نیچے کیوں گئی تھیں سب خیریت تھی ناں؟"

انہوں نے گہرا سانس لیا۔
"پتا نہیں جب وقت خراب ہو تو ساری پریشانیوں ایک ساتھ کیوں آتی ہیں۔" ان کا لہجہ افسردہ تھا۔
"گھر کے سارے خرچ اپنی جگہ ہیں اور دو ماہ سے تیمور کی جاب بھی ختم ہو گئی ہے۔ بھائی صاحب کی پینشن میں گزارا بہت مشکل ہے۔ اب تو جو میسے بینک میں ہیں وہی نکلا کر کھا رہے ہیں۔ تم سب کی تعلیم اور گھر سو خرچے ہیں۔ وہ پچھلے چار سالوں میں پتا نہیں کہاں کہاں خوار ہوا ہے۔ اب فون اور بجلی کا بل آیا تھا۔ میرے پاس پیسے تھے بھابھی کو کہا کہ میں دے دیتی ہوں انہوں نے سختی سے منع کر دیا کہ تیمور برامانے گا۔ اب مجھے سمجھ میں نہیں آتا اس بچے کا کیا تصور ہے جو ساری ذمہ داری اس پر ڈال دیں۔"

آخر میں ان کی آواز بھرا گئی تو ماہِ رخ کی آنکھیں بھی بھینکنے لگیں۔



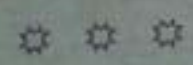
شام کو وہ سحر سے کالج کی بات کر رہی تھی۔

سب کو زور سے چارہ
 بہت سی باتوں کو سوچنا
 پہلے صرف یتیم کا لفظ
 اس کا ادراک اسے اب
 ہی بڑے بابا کو دیکھا تھا۔
 محبت اور شفقت تو اسے
 کی ہر خواہش کو وہ پورا
 اس کو ہمیشہ سے سمجھنا
 میں آئی تھی۔ جب
 سے ضد کرتی۔ ایک
 تحفظ کا احساس۔
 نکالنے اپنی ہی سوجوں
 وئی۔
 نے قدرے تشویش

کے دوران اس نے غور
 خیریت تھی ناں؟
 ساری پریشانیاں ایک
 وہ تھا۔
 اور دو ماہ سے تیمور
 اس کی پینشن میں
 یہ بینک میں ہیں وہی
 لیم اور گھر سو خرچے
 کہاں کہاں خوار ہونا
 میرے پاس پیسے تھے
 میں نے حتیٰ سے منع
 کچھ میں نہیں آتا اس
 اس پر ڈال دیں۔
 سنی آنکھیں بھی

ی تھی کیونکہ آج

کل وہ فری تھی، سچی تیمور اندر داخل ہوا تھا۔
 "اسلام علیکم!" اس نے بلند آواز میں سلام کیا۔
 "کیسی ہو ماما؟" ہمیشہ کی طرح اسے دیکھتے ہی تیمور نے
 پوچھا۔
 "ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرائی۔
 "سحر! پلیز ایک گلاس پانی۔" اس نے سحر سے کہا تو وہ
 کچن میں چلی گئی۔
 "اور ماما! تمہارا رزلٹ کب آ رہا ہے؟"
 "دو ماہ تک۔"
 "میں اچھے رزلٹ کی امید رکھوں؟" اس نے مسکرا کر
 سر ہلادیا۔
 "امی! یہ کچھ روپے ہیں خرچ کے لیے۔" اس نے
 حلیمہ کے ہاتھ ہی انہیں کچھ روپے دیے۔ "اور بل آگئے؟"
 تیمور نے پیسے پکڑانے کے بعد پوچھا۔
 "ہاں فون اور بجلی کا آیا ہے۔"
 "ٹھیک ہے۔ صبح مجھے دے دیں میں جمع کروادوں گا۔"
 اس نے جوتے اتارتے ہوئے کہا اور دونوں ٹانگیں سینٹر
 نیبل پر رکھ کر صوفے پر نیم دراز ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ اسی
 رخ نے نظریں اٹھا کر تیمور کو دیکھا جو پہلے کی نسبت کافی
 کمزور ہو رہا تھا۔ ابھی بھی وہ بیوی دیکھنے کے ساتھ حلیمہ کی
 باتیں سن رہا تھا اور ساتھ تسلیاں بھی دے رہا تھا۔ ایک وہی
 تو تھا جو خود کو جلا کر ان کا مستقبل روشن کر رہا تھا۔
 "میں یہ کیوں بھول گئی تھی کہ تیمور بھائی تو میرے پاس
 ہیں، اب بھی کوئی ہے جو مجھے پیار کرتا ہے۔" ابھی تیمور
 نے اس کی طرف دیکھا۔
 "خیریت، اتنے غور سے کیا دیکھ رہی ہو؟" تیمور کے
 پوچھنے پر وہ گڑبڑا کر رہ گئی۔
 "جی، وہ میں آپ کے لیے چائے بناؤں؟"
 "ارے، نیکی اور پوچھ پوچھ۔" وہ جلدی سے کچن کی
 طرف بھاگی۔
 جب وہ چائے لے کر آئی تو سلمان بھی آچکا تھا۔
 تیمور اس کے کپ لے کر سلمان کی طرف مڑا۔
 "یہ لو پیسے۔ تم نے فیس کا کہا تھا نا۔" تیمور نے ہزار کے
 کچھ نوٹ اس کی طرف بڑھائے۔ سلمان نے ایک نظر
 تیمور کو دیکھنے کے بعد خاموشی سے تھام لیے۔



"یہ کپڑے دھونا بھی کتنا مشکل کام ہے۔" سحر نے
 سوکھے ہوئے کپڑے اتارتے ہوئے ماہ رخ کو دیکھا۔
 "اس میں مشکل کیا ہے آج میں نے بھی کپڑے
 دھوئے تھے۔"
 "ہاں اپنے، جبکہ مجھے سب کے دھونے پڑتے ہیں۔
 آئی سحدیہ سے کہا بھی تھا اپنی کام والی کو بھیج دیں لیکن
 حرام ہے کہ کوئی بات آرام سے سن لے۔ اب اگر تمہیں
 تیمور بھائی اور سلمان کی اتنی دزنی پینشنیں دھونی پڑیں تو
 تمہیں پتا چلے کندھے اور ہاتھ بالکل ٹوٹ جاتے ہیں اور
 سردیوں میں جب سوئیٹر ہوں تو سمجھو اللہ ہی حافظ ہے۔"
 وہ باتیں کرتے ہوئے میزٹھیاں اتر رہی تھی۔ ان کے لاؤنج
 میں داخل ہوتے ہی تیمور بھی اندر چلا آیا۔
 "امی! سلمان ابھی نہیں آیا؟" خلاف توقع اس نے
 سلام کرنے کی بجائے سلمان کا پوچھا۔
 "نہیں، ابھی تو نہیں آیا، خیریت؟" انہوں نے کچھ گھبرا
 کر اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا۔
 "جی خیریت تھی۔" وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ اسی
 اور مڑ رہی تھی، جب سلمان اندر داخل ہوا اور تیمور ایک
 دم کھڑا ہو گیا۔
 "کہاں سے آرہے ہو؟" وہ اتنی زور سے بولا کہ سب
 حیران رہ گئے۔ حلیمہ نے پریشانی سے اس کے سرخ چہرے
 کو دیکھا۔
 "میں دوست کے گھر گیا تھا وہیں سے آ رہا ہوں۔"
 سلمان کی نظریں جھکی تھیں۔
 "تم نے فیس جمع کروادی؟"
 "جی۔" تیمور نے ایک نظر اس کے جھکے ہوئے سر کو
 دیکھا اور اگلے ہی لمحے زور دار طمانچہ سلمان کے پاس
 رخسار پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔ حلیمہ نے دہل کر اپنا بایاں ہاتھ
 سینے پر رکھ لیا۔ ماہ رخ ڈر کر دیوار سے جا لگی۔
 "سلمان! مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کہ تم مجھ سے
 جھوٹ بولو گے۔ تم نے فیس جمع نہیں کروائی میں نے پتا کیا
 تھا اور تم دوست کے گھر تھے یا پی سی میں ڈنڈا کر رہے تھے۔
 میں کہاں دن رات خوار ہوتا ہوں کس طرح پیسے کما رہا
 ہوں، تم نے سوچا کبھی۔
 میں پاگل ہوں جو دن رات تم لوگوں کے آرام کے

بیٹھ گیا۔

"کہاں تھے اب تک فون نہیں کر سکتے تھے یہاں ہے سب کتنے پریشان تھے۔" رخشندہ نے غصے سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"چچی جان! ایک دوست کی طرف تھا میری جانب بند دوست ہو گیا ہے۔" اس کی بات پر سب کے چہرے مل اٹھے۔

"بھائی! جانب کہاں ملی؟" سلمان کے پوچھنے پر ایک لمبے کے لیے وہ رکا۔

"لندن۔" یہ ایک لفظ ان کے سروں پر بم کی صورت میں پھینکا تھا۔ اس نے سب پر ایک نظر ڈالی۔

"میرے دوست نے بہت پہلے مجھے آفر کی تھی تب میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے یہ آفر کافی اچھی ہے۔ اس نے مجھے اسانسر بھی کر دیا ہے اور میرے رہنے اور جانب کا بند دوست چھی وہ کر دے گا۔" حلیمہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس نے گہرا سانس لیا۔ وہ سب سے اسی رد عمل کی توقع کر رہا تھا۔

"اے! اس میں رونے والی کیا بات ہے میں ہمیشہ کے لیے تو نہیں جا رہا۔"

اس نے ان کے کندھے کے گرد بازو پھیلا کر انہیں خود سے قریب کر لیا تو ان کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔

"تیور! ہمیں تمہاری ضرورت ہے تمہیں یہاں جیسی بھی جانب ملے گی ہم گزارا کر لیں گے، لیکن میں اتنی دور تمہیں نہیں جانے دوں گی۔" وہ روتے ہوئے بولیں۔

"اے! میں شوق سے نہیں جا رہا، یہ جانب میری مجبوری اور ہم سب کی ضرورت ہے۔ پلیز اے! میری بات کو سمجھیں۔" اس نے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"میں نہیں چاہتا سلمان اپنی بڑھائی کے دوران جانب کرے نہ میں یہ برداشت کر سکتا ہوں چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کے لیے آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑے۔ اپنی خواہشوں کو دبانا پڑے۔ پہلے جو بھی حالات تھے، لیکن اب میں اور تب میں بہت فرق ہے۔"

"بھائی! آپ نے یہ سب میری وجہ سے کیا؟" سلمان کی افسردہ آواز پر وہ اس کی طرف پلٹا۔

"بالکل بھی نہیں میں اور کتنی دیر انتظار کروں کہ جانب ملتی ہے یا نہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو روزی کمانے باہر جاتے ہیں۔ شاید میرا دانہ پانی بھی باہر لکھا ہے۔" اس نے

لمبے خود کو جلا رہا ہوں، جواب دو سلمان۔" وہ اتنے طیش میں تھا کہ اس نے سلمان کو گریبان سے تھام لیا۔ حلیمہ کو اپنی دھڑکنیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ آن سے پہلے ان کے گھر میں بھی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے بڑی بے بسی سے دونوں کو آمنے سامنے کھڑے دیکھا، سحر کے آنسوؤں میں روانی آگئی تھی۔ اس سے پہلے کسی نے بھی تیور کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ حلیمہ نے ایک دم آگے بڑھ کر تیور کے ہاتھ سے اس کا گریبان چھڑوایا۔

"کیا اگلے دن سے تیور! انہوں نے تیور کو پیچھے کرتے ہوئے سلمان کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔ ضبط کے مارے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"اس سے پوچھیں اس نے فیس جمع کیوں نہیں کروائی۔ میں نے میے فیس کے لیے دیے تھے تاکہ ڈنر میں اڑانے کے لیے۔" سلمان ایک دم آگے بڑھا اور گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"بھائی! میں وہاں بی سی میں ڈنر کرنے نہیں گیا تھا۔ میں وہاں جانب کے لیے گیا تھا۔" تیور نے ایک دم سر اٹھایا۔

"وہ میرے دوست نے بتایا تھا وہاں وہ کیسے سی ہے اس لیے وہاں گیا تھا اور فیس اس لیے جمع نہیں کروائی کہ جتنے روپے آپ نے دیے تھے۔ اس میں سات ہزار اور چاہیے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ میں بار بار آپ کو پریشان کروں میں نے سوچا میں خود جانب کر کے کچھ انتظام کر لوں گا۔ میں بھائی آپ کو تکلیف دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔" اب اس کی آواز بھرا گئی۔

تیور کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

"سوری۔" تیور نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس دن کے بعد تیور بالکل چپ سا ہو گیا۔ اب تقریباً سارا وقت وہ گھر سے باہر رہتا تھا۔ بے روزگاری نے اسے کافی چڑچڑاہنا دیا تھا۔ جب تک وہ نہ آتا حلیمہ بولانی بولانی پھرتی تھیں۔

"بارہ بج رہے ہیں تیور اب تک نہیں آیا۔" حلیمہ نے پریشانی سے کھڑی کو دیکھا۔

"بھابھی! آپ پریشان مت ہوں آجائے گا۔" رخشندہ نے انہیں سلی دی حالانکہ وہ خود بھی پریشان تھیں۔

اچانک تیل کی آواز پر سب کے چہروں پر جیسے رونق آگئی۔

"سوری مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔" وہ سحر کے قریب

سلمان کا کلاں تھوڑا سا پھرا ہوا تھا۔
کیوں نہیں
پوچھنے پر وہ رو رو کر
صاف کیے۔
"آپ سب
دعا پورا نہیں
نہیں چاہتا بلکہ
نہیں رہیں گے
پھر اس نے
آنسو پھری نظر
لے دیکھنے کے
"آپ
ہاں میری بات
تیور کی بات
پچھا ہوا۔ ہوتو
اس کی پر
تیور کے اگلے
"جاگ رہا
"رسوں۔
"اتنی جلدی
"وہ اسی اکیلا
کی ضرورت تھی
گیا۔
"اچھا ہے
گے تو ہم نئی گاڑی
دور کرنے کی کو
حلیمہ کے
سلمان کو دیکھا۔
"مجھے آج
پرسوں گیارہ بجے
ہوا اپنے کمرے
تیور کے
کمرے میں آگئی
"کیا تیور
سے سوال کیا۔
"میں انہیں

جو مجھے سمجھتے ہیں وہ اگر مجھے پیار نہیں کرتے تو کیا ہوا میں تو کرتی ہوں۔ میں ان سے کہوں گی وہ مجھ سے شادی کر لیں وہ میری بات ٹال نہیں سکتے۔" اس نے خود کو تسلی دی۔
 "تم لڑکی ہو کر محبت کا اظہار کرو گی۔" کوئی اس کے اندر سے بولا۔

"ہاں، وہ کوئی غیر تھوڑی ہیں اور پھر میں اپنے دل کی بات ان سے نہیں کہوں گی تو کس سے کہوں گی۔" اس نے بڑے مان سے سوچا۔



بانیک کی آواز سن کر اس نے باہر کی طرف جھانکا تیمور اندر کی طرف جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اس کے کمرے کے سامنے کھڑی تھی۔ دوسری دفعہ دستک دینے پر دروازہ کھل گیا۔

"مانی! وہ اسے دیکھ کر حیران ہوا۔
 "آؤ نا۔" اس نے ہٹ کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا تھا۔ اور خود مڑ کر وارڈ روب سے کپڑے نکالنے لگا۔ بیڈ پر اس کا کافی سامان بکھرا ہوا تھا۔ کپڑے بیگ میں رکھتے ہوئے اس نے خاموش کھڑی ماہ رخ کو دیکھا۔

"کیا بات ہے مانی! کچھ کہتا ہے؟" وہ اسی مصروف سے انداز میں بولا۔ اس نے بڑی بے بسی سے تیمور کو دیکھا وہ آتو گئی تھی لیکن اب اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ بات کیسے کرے۔ آخر کار ہمت کر کے اس نے خود کو بولنے کے لیے تیار کیا۔

"آپ واپس کب آئیں گے؟" اس کے سوال پر وہ مسکرایا۔

"ابھی تو میں گیا بھی نہیں اور تم آنے کے بارے میں پوچھ رہی ہو۔" پھر رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا جب مجھے لگے گا ہم سب کا فیوچر سیف ہو گیا ہے تب آ جاؤں گا پانچ سال بھی لگ سکتے ہیں اور اس سے زیادہ بھی۔" اب وہ تہہ شدہ کپڑے بیگ میں رکھ رہا تھا۔

"آپ شادی نہیں کریں گے؟" ماہ رخ کی بات پر وہ ہنس پڑا۔

"مانی! تم یہ پوچھنے آئی ہو؟" اس نے گردن موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"جتائیں نا تیمور بھائی! وہ اب بھی سنجیدہ تھی تو مجبوراً"

سلمان کا گال پتھپتایا۔
 "کیوں چچی جان میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟" اس کے پوچھنے پر وہ رونے لگیں تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ان کے آنسو صاف کیے۔

"آپ سب اس طرح مجھے کمزور کر رہے ہیں میں اپنا وہ وعدہ پورا نہیں کر سکوں گا جو میں نے بابا سے کیا تھا اور میں نہیں چاہتا بابا کو کوئی تکلیف ہو اگر آپ لوگ خوش نہیں رہیں گے تو انہیں تکلیف ہو گی۔"

پھر اس نے رخشندہ کے ساتھ بیٹھی ماہ رخ کو دیکھا جو آنسو بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ کچھ سیکنڈز اسے دیکھنے کے بعد اس نے دوبارہ رخشندہ کو۔

"آپ مانی کی طرف سے بالکل پریشان مت ہوں مانی میری ذمہ داری ہے۔"

تیمور کی بات پر اس کی دھڑکنوں میں خوشگوار سا تلاطم برپا ہوا۔ ہونٹوں پر آپ ہی آپ شرمیلی مسکان ٹھہر گئی۔

"اس کی بڑھائی اور شادی سب میرے ذمے ہے۔" تیمور کے اگلے جملے پر وہ منہ کے بل گری۔

"جا کب رہے ہو۔" حلیمہ نے پوچھا۔
 "رسول۔"

"اتنی جلدی۔" سلمان کے منہ سے نکلا۔

"وہ امی! ایک بات اور کہنی تھی ٹکٹ کے لیے پیسوں کی ضرورت تھی تو میں نے گاڑی بیچ دی۔" اس کا سر جھک گیا۔

"اچھا ہے نا، ویسے بھی اتنا پرانا ماڈل تھا۔ آپ آئیں گے تو ہم نئی گاڑی لیں گے۔" سلمان نے اس کی شرمندگی دور کرنے کی کوشش کی تھی۔

حلیمہ کے مسکرانے پر تیمور نے تشکر آمیز نظروں سے سلمان کو دیکھا۔

"مجھے آج پینٹنگ کرنی ہے کل کچھ ضروری کام بھی ہیں پر رسول گیارہ بجے کی فلائٹ ہے۔" وہ سب کو شب بخیر کہتا ہوا اپنے کمرے میں آیا۔

تیمور کے جاتے ہی وہ بھی خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی۔ کتنی دیر تک وہ حیران کھڑی رہی تھی۔

"کیا تیمور بھائی مجھ سے پیار نہیں کرتے؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

"میں انہیں کسی قیمت پر نہیں کھو سکتی ایک وہی تو ہیں"

کر سکتے تھے، کیا ہے
 نے غصے سے کہا تو

تھا میری جلیب
 سب کے چہرے پر

کے پوچھنے پر ایک سٹ
 وں پر ہم کی صورت

لی۔
 آفرنی تھی تب برا

سوس ہو رہا ہے یہ
 سر بھی کر دیا ہے پور

وہ کر دے گا۔
 نے گہرا سانس لیا۔

میں ہمیشہ کے لیے
 پھیلا کر انہیں خور

انی آگئی۔
 میں یہاں جیسی

لیکن میں اتنی درد
 نے بولیں۔

ب میری مجبوری
 میری بات کو

م لیے۔
 کے دوران جاب

چھوٹی چھوٹی
 کرنا پڑے۔ اپنی

تھے، لیکن اب
 کیا؟" سلمان

کہوں کہ جاب
 ی کمانے باہر

۔" اس نے

اسے بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔
 "کروں گا لیکن سحر اور تمہاری شادی کے بعد۔"
 "آپ کس سے شادی کریں گے؟" اس نے الجھن
 بھری نظروں سے ماہ رخ کی طرف دیکھا۔
 "کسی بھی اچھی لڑکی سے۔"

"کیا آپ کے خیال میں میں اچھی لڑکی ہوں؟"
 "ہاں! یہ تم کیا پرل کھیل رہی ہو ابھی مجھے بہت کام کرنا
 ہے۔" اس نے سر جھٹک کر جیسے کسی سوچ سے پیچھا چھڑایا۔

"کیا میں اچھی نہیں؟" ماہ رخ کی بھرائی ہوئی آواز پر وہ
 نہتھک کر اس کی طرف مڑا۔

"اچھی ہو مانی! تم بہت اچھی ہو۔" وہ جلدی سے بولا۔
 ماہ رخ کا انداز اس کے لیے کافی پریشان کن تھا۔

"جب میں اچھی ہوں تو وہ لڑکی میں کیوں نہیں ہو سکتی
 جس سے آپ شادی کریں گے۔" ماہ رخ کی بات پر جیسے
 ان کے سر پر دھماکا ہوا۔ وہ حیرت کے مارے بالکل
 ساکت ہو گیا تھا۔ کمرے میں محسوس کی جانے والی خاموشی
 چھا گئی تھی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے تیمور کی طرف دیکھا
 جس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔

پھر اچانک اس کا چہرہ سرخ ہوا اور وہ دوبارہ بیگ پر جھک
 گیا۔

"جاؤ یہاں سے۔" جب وہ بولا اس کی آواز سرد تھی۔
 اس کے اجنبی لہجے کے درد کو اس نے اپنے اندر اترتے
 ہوئے محسوس کیا تھا، لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔ بلکہ
 چند قدم اٹھا کر اس کے قریب آئی۔

"آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے؟" اس کی آنکھوں سے
 آنسو بہنے لگے۔ لیکن تیمور نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے؟" اس نے تیمور کے
 بازو پر ہاتھ رکھا جس کو اس نے جھٹکے سے ہٹا دیا جیسے
 اسے کرنٹ نے چھو لیا ہو۔ اس سلوک پر وہ حیران ہو کر
 اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں۔" وہ زور سے بولا۔

"جھوٹ بولتے ہیں آپ سب کہتے ہیں آپ مجھ سے
 پیار کرتے ہیں۔" وہ بھی اسی طرح زور سے بولی۔

"کس نے یہ بکواس کی ہے؟" غصہ اب اس کے لہجے
 سے بھی جھلکنے لگا تھا۔

"میری سب فریڈز کہتی ہیں۔"

"دماغ خراب ہے تمہارا اور تمہاری دوستوں کا بھی
 کلج تم یہ کرنے جاتی ہو؟ کس قسم کی ہیں تمہاری فریڈز
 سب فضول باتوں کو دماغ سے نکال کر صرف پڑھائی پر
 دھیان دو۔ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے جو تمہیں شادی کی
 فکر لگ گئی ہے اور یہ پیار؟ کیا جھتکتی ہو اس پیار کے بارے
 میں۔ میرے کس انداز سے تمہیں یہ غلط قسمی ہوئی نہ تو تم
 مجھ سے پیار کرتی ہو اور نہ میں۔"

"میں آپ سے پیار کرتی ہوں۔" وہ تیزی سے بولی اور
 اسی تیزی سے تیمور کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"تمہاری فضول دوستوں کی کمپنی نے تمہارا دماغ
 خراب کر دیا ہے۔ یہ محض ایک انٹرکشن ہے جو تمہیں
 محسوس ہو رہی ہے۔ ایک وقت آئے گا جب اپنی حماقت پر
 تم خود ہنسو گی اور عمر کے جس حصے میں تم ہو وہاں پر قریب
 رہنے والے شخص کو دیکھ کر لگتا ہے آپ کو اس سے محبت
 ہے یہ محبت نہیں، صرف تمہارے دماغ کا خلل ہے۔"
 اس کے لہجے کی سختی نے اس کے دل کے کئی ٹکڑے کر
 دیے تھے۔

وہ خود کو گہری کھائی میں گرتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔
 اس نے روتے ہوئے اس کے اجنبی رویے کو دیکھا۔
 ایک دفعہ پھر ہمت کی۔

"یہ انٹرکشن نہیں۔ میں سچ سچ آپ سے ماہ رخ۔" وہ
 اتنی زور سے دھاڑا کہ ماہ رخ اپنی جگہ ہل کر رہ گئی۔

زندگی میں پہلی بار اس نے تیمور کے منہ سے اپنا نام سنا
 تھا جب اس کے لہجے میں اپنائیت کی کوئی رمت نہیں تھی۔
 وہ اٹنے قدموں پیچھے ہٹی تھی۔

"اور سنو، جب میں جاؤں تو میرے سامنے بالکل مت
 آنا۔"

"ناؤ لیوی الون۔" تیمور نے کہنے کے ساتھ ہی آگے
 بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

اور پھر ایسا ہی ہوا تھا جب وہ گیانہ تو اس نے اس کا پوچھا
 تھا اور نہ ہی وہ نیچے آئی تھی۔ وہ ساری رات اس نے رو کر
 گزاری تھی اور اس کا نتیجہ شدید بخار کی صورت میں نکلا۔

سب نے اسے تیمور کے جانے کا اثر سمجھا تھا وہ سب
 جانتے تھے وہ تیمور سے کس قدر انیبچ ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ وہ بہت بدل گئی تھی۔ شرارتیں
 قہقہے اس نے سب چھوڑ دیے تھے۔

ایف ایس سی جب اس نے شاندار نمبروں سے پاس کیا

تو اس نے میڈیکل میں ایڈمیشن لینے سے انکار کر دیا۔
میڈیکل میں جانا اس کی کتنی بڑی خواہش تھی سب جانتے
تھے۔ ہر کوئی حیران تھا، سب نے اسے حتی الامکان
سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس کی ٹال ہال میں نہیں بدلی
تھی۔

عروج اور سدہ کے نمبر میرٹھ کے مطابق نہیں آئے
تھے سو انہوں نے اس کے ساتھ ایڈمیشن لیا تھا۔ جبکہ مشین
نے میڈیکل میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔ جب بیور کو بتا چلا کہ
وہ میڈیکل میں ایڈمیشن نہیں لے رہی تب اس نے اسے
کئی فون کر ڈالے۔ لیکن اب وہ اس شخص کی آواز بھی
سننا نہیں چاہتی تھی۔ جس نے اس کا مان توڑا تھا۔
گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی اس کی پہلی نظر مومن
پر پڑی تھی جو سلمان کی بایک پرچھنے کی کوشش کر رہا
تھا۔ گیٹ کھلنے کی آواز پر وہ گیٹ کی طرف مڑا اور وہیں سے
خالہ خالہ پکارا تاہو اس سے لپٹ گیا۔ ماہ رخ نے جھک کر
اس کے دونوں گال چوم لیے اور اسے لے کر لان کی طرف
آگئی جہاں سب بیٹھے دمچھپ کا مزہ لے رہے تھے۔

"السلام علیکم کیسی ہیں آپ باجی؟" وہ مومن کا ہاتھ
چھوڑ کر تانیہ کے قریب بیٹھ گئی۔
"میں تو بالکل ٹھیک ہوں، تم سناؤ تمہاری یونیورسٹی
کیسی جا رہی ہے۔"

"اچھی جا رہی ہے۔" تانیہ کی بات سنا کر وہ مسکرائی۔
"ہیلو گزریا۔" ساتھ ہی اس نے تانیہ کی گود میں لیٹی اس
کی چند ماہ کی بیٹی کو گود میں لے لیا۔
"خالہ! چٹیں کھیلتے ہیں۔" مومن لڈو لے کر اس کے
پاس آیا۔

"ماہ رخ بیٹا پہلے جا کر کھانا کھا لو بعد میں اس شیطان کے
ساتھ کھیلتا۔" اسے اٹھتے دیکھ کر حلیمہ نے ٹوک دیا۔
تب ہی سحر کو اپنی طرف آنا دیکھ کر اس نے بیگ میں
سے کانڈوں کا ایک رول نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا۔
"تمہارے ان نوٹس کے لیے آج مجھے اتنا خوار ہونا پڑا
میں بتا نہیں سکتی۔"

"تھنک یو۔" سحر نے اس کا مزہ چوم کر کہا تو وہ غصہ
بھول کر مسکرائی۔

"ارے واہ، یہاں تو بڑی رونق لگی ہے۔" سلمان نے
ان سب کو ساتھ بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"تم کہاں تھے صبح سے، میں کب سے آئی ہوں اور

تمہیں اب فرصت مل رہی ہے؟" تانیہ نے ٹک سک سے
تیار سلمان کو دیکھ کر شکوہ کیا۔
"سچ باجی! مجھے بالکل بھی پتا نہیں تھا آپ آئی ہیں۔ آج
کل میری نائٹ ڈیوٹی ہوتی ہے اس لیے سارا دن سوٹا
ہوں۔ ورنہ آپ آئیں اور ہم سونے کی جسارت کریں کیا
یہ ممکن ہے۔" مابعداری کے اس اعلان مظاہرے پر ماہ رخ
اور سحر مسکرانے لگے۔

"ہاں تمہاری ساری محبت میں جانتی ہوں۔ بالی داوس
اتنی تیاری سے کہاں جا رہے ہو؟" انہوں نے سر سے پیر
تک اس کا جائزہ لیا۔

"بتا تو رہا ہوں، ہاسپٹل۔"
"ہوں، ڈال میں کچھ کالا لگتا ہے۔" تانیہ نے سحر اور ماہ
رخ کو دیکھا۔

"جی نہیں پوری ڈال ہی کالی ہے۔" سحر کے کہنے پر
سلمان چڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم تو ہو ہی میری دشمن۔" وہ سحر سے جل کر بولا۔
اور تیزی سے باہر نکل گیا۔
"سلمان چلا گیا؟" حلیمہ نے بیٹھے ہوئے پوچھا۔

"جی۔" سحر نے تانیہ کی بیٹی اربہ کو ماہ رخ کی گود میں
نقل کیا جو چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔
"سحر جاؤ بیٹا روٹیاں پکالو۔ شیراز آنے والا ہو گا۔"

"اچھا ای! جاتی ہوں۔" وہ اٹھ کر کچن میں آگئی۔
"میں نے آپ سے سعدیہ آنٹی کے بیٹے کی بات کی تھی
پھر آپ نے کیا سوچا؟" ماہ رخ اور کچن کے دروازے میں
کھڑی سحر کے کان کھڑے ہو گئے۔

"تانیہ! مجھے رشتہ تو پسند ہے، لیکن میں سوچ رہی تھی
ایک بار بیور سے بات کر لوں اس کا اتنے دن سے فون بھی
نہیں آیا پتا نہیں کیا بات ہے۔"

"اوفوہ ای! اس میں اتنا سوچنے والی کون سی بات ہے۔
سعدیہ آنٹی، شیراز کی خالہ ہیں میں انہیں اچھی طرح جانتی
ہوں۔ روز آئی۔ فون کر کے پوچھتی ہیں اب میں
انہیں کیا جواب دوں؟" تانیہ جھنجھلا کر بولی۔

"اچھا میں دو ایک دن میں بتاؤں گی۔" انہوں نے
پر سوچ انداز میں کہا تو ماہ رخ، اربہ کو تانیہ کی گود میں واپس
دے کر کچن میں آگئی۔ جہاں سحر روٹیاں پکا رہی تھی۔ ماہ
رخ شیلٹ سے ٹیک لگا کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی، کچھ دیر تو وہ
چپ رہی پھر جھنجھلا کر بولی۔

سکے سے
 آج ہیں۔
 دن سوتا
 ت کریں کیا
 پر ماہ رخ
 بانی داوے
 سر سے پیر
 نے سحر اور ماہ
 کے کہنے پر
 بولا۔
 ہا۔
 کی گود میں
 گا۔
 تھی۔
 بات کی تھی
 وازے میں
 ج رہی تھی
 سے فون بھی
 بات ہے۔
 طرح جانتی
 اب میں
 انہوں نے
 د میں واپس
 ی تھی۔ ماہ
 کچھ دیر تو وہ

”کیا تکلیف ہے؟“

”کیا ہوا میں نے کچھ کہا، ماہ رخ نے بھول پن سے اسے دیکھا۔“

”تو گھور کیوں رہی ہو؟“

”تو کیا تمہیں گھور نے کا حق صرف شرجیل صاحب کے پاس ہے؟“ اس نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا تو سحر نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بیلن اٹھا کر اس کے بازو پر دے مارا تو وہ کراہ اٹھی۔

”ذلیل لڑکی! اتنی زور سے کیوں مارا، میں تو بچ کہہ رہی تھی۔“ وہ پھر بھی باز نہیں آئی۔ ”میں بھی کہوں جب بھی تانیہ باجی کے گھر جا میں موصوف پہلے سے کیوں وہاں پائے جاتے ہیں اور اس دن بس اچانک ہی انہیں یونیورسٹی میں کوئی کام پڑ گیا اور وہ بھی تمہارے ڈپارٹمنٹ میں حیرت کی بات ہے نا؟“ ماہ رخ نے بھرپور حیرت کا مظاہرہ کیا۔ سحر نے غصے سے اسے گھورا لیکن اس کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔

”اور وہ سعدیہ آئی بھی مجھے سحر بہت اچھی لگتی ہے۔“ ماہ رخ نے ان کے لمبے کی نقل اتاری تو سحر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔



”تو بے کس قدر سردی ہے۔ صبح جب میں اٹھی تو سردی کے مارے میرے دانت بجنے لگے تھے آج تو سورج بھی نہیں نکلا۔“ ماہ رخ نے سراٹھا کر آسمان پر سورج کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔

”ماہ رخ! جلدی چلو نا تم کیا رنگ رنگ کر چل رہی ہو، سحر نے اسے ٹوکا اسٹاپ سے گھر تک کا فاصلہ پانچ منٹ کا تھا اور وہ بھی انہیں کسی عذاب سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ سحر نے گیٹ پر دباؤ ڈال کر اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ لاک تھا۔

”لو آج گیٹ بھی بند کر دیا۔“ سحر نے غصے سے انگلی تیل پر رکھی اور پھر اٹھانا بھول گئی۔

”ارے سحر! میرے پاس چابی ہے۔“ ماہ رخ کے چابی نکالنے سے پہلے سلمان گیٹ کھول چکا تھا۔

”یہ تمہارا کیا طریقہ ہے تیل دینے کا؟ ساری تمیز یونیورسٹی میں بھول آئی ہو۔“ سلمان کہتے ہوئے تیزی سے اندر مڑ گیا۔

تمیز کے اس لیکچرر ان دونوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اور کندھے اچکاتے ہوئے اندر آ گئیں۔ لیکن لاؤنج میں داخل ہوتے ہی انہیں سلمان کے لیکچرر کی وجہ سمجھ میں آئی جہاں شرجیل کے مئی ڈیڈی بیٹھے تھے۔ ماہ رخ نے سحر کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو ایک جا رہا تھا۔

شام کو فریش ہو کر وہ کچن میں آئی تو چائے پی کر اس کا سحر سے دو دو ہاتھ کرنے کا پروگرام تھا۔ وہ چائے لے کر رخشندہ کے پاس آ گئی جو کسی سوچ میں گم تھیں۔ اسے دیکھ کر وہ مسکرائیں۔

”شرجیل کے والدین بات پکی کر گئے ہیں۔“ ان کی بات پر وہ بے ساختہ مسکرا دی۔ ”اسی سال شادی کا پروگرام بھی ہے ان کا۔“

”اچھا یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔“ وہ خوش ہو گئی۔

”تم سناؤ عروج کی شادی کب ہے؟“ کچھ دیر بعد انہوں نے اس سے پوچھا۔

”دو تین ماہ تک وہ لوگ تیاریوں میں مصروف ہیں اور شمن کی بھی دو ماہ تک ہے اس سال تو ساری شادیاں اکٹھی آ رہی ہیں میرا تو اچھا خاصا خرچا ہو گا۔“ وہ مسکرا کر بولی۔

”سب کے نصیب کھل رہے ہیں پتا نہیں تمہارے نصیب کب کھلیں گے۔“ رخشندہ کے سرد آہ بھرنے پر ماہ رخ نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

”امی! اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے جب نصیب میں ہو گا ہو جائے گی۔ میں سحر کے پاس جا رہی ہوں۔“ وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”میرے پاس تمہارے لیے ایک اور گڈ نیوز ہے۔“ ان کی مسکراتی آواز پر وہ اشتیاق سے ان کی طرف پلٹی۔

”آج تیمور آرہا ہے۔“ اس کے مسکراتے ہونٹ یکدم سکڑ گئے۔

”اچھا۔“ وہ بے تاثر آواز میں بولی۔

”ہاں، اسی لیے تو سحر کی ہاں کی ہے کہ تیمور کے آنے پر مستغنی ہوگی۔ کل صبح اس کا فون آیا تھا وہ آج شام کو پہنچ رہا ہے ہم سب تو حیران رہ گئے تھے۔ سحر کو بھی نہیں پتا تھا۔“ اپنی خوشی میں انہوں نے اس کے ہنسنے ہوئے چہرے کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ واپس اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔

”ارے، تم تو سحر کے پاس جا رہی تھیں؟“ انہوں نے

باہر دھکیلا اور دروازہ بند کر دیا۔

"ماہ رخ نہیں جا رہی؟" اسے اکیلا آتا دیکھ کر رخشندہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"نہیں، آپ چلیں بتاتی ہوں۔" کچھ دیر بعد آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ وہ کھڑکی کے پاس آکر باہر دیکھنے لگی۔ جہاں سلمان گیت لاک کرنے کے بعد اب گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ وہ اسی سپاٹ چہرے کے ساتھ واپس بیڈ پر آئی اور کبل سر تک اوڑھ لیا۔



صبح وہ معمول سے پہلے گھر سے نکل آئی تھی۔ نیچے مکمل طور پر خاموشی کا راج تھا۔ یونیورسٹی پہنچ کر وہ ٹھیک طرح سے کوئی لیکچر اینڈ نہیں کیا۔ رات کو وہ لوگ تین بجے کھڑے تھے اور صبح سات بجے سوئے تھے۔ وہ بھی ساری رات جاتی رہی تھی۔ تین بجے جب سحر اسے جگانے آئی تو وہ سوئی بن گئی تھی۔ ساری رات جاگنے سے اس کی آنکھیں اور طبیعت دونوں بوجھل ہو رہے تھے۔

"ماہ رخ؟" سدرہ کے آواز دینے پر وہ چونکی۔ "کہاں کم ہو، طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" سدرہ نے اس کی اتری ہوئی صورت دیکھ کر پوچھا۔ "ہوں۔" اس نے بے اختیار گھر کی سانس لے کر اپنی آنکھوں کو مسلا۔

"وہ رات کو دیر سے سوئی تھی اس لیے۔" پھر وہ مزید خود کو سوچوں سے بچانے کے لیے ان کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی۔ وہ خود نہیں جانتی تھی وہ چاہتی کیا ہے۔ بس اسٹاپ پر اتر کر وہ دھیرے دھیرے چلنے لگی۔ گیت کے سامنے کھڑے ہو کر کتنی دیر تک وہ سوچتی رہی کہ وہ تیل دے یا..... پھر کسی نتیجے پر پہنچ کر اس نے بیک میں سے چابی نکالی۔ اس کی توقع کے عین مطابق ابھی سب سو رہے تھے۔

اوپر آکر اس نے رخشندہ کے کمرے میں جھانکا وہ بھی سو رہی تھیں۔ وہ اپنے کمرے میں آئی۔ منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ڈالنے سے آنکھوں کو تو طراوت ملی تھی لیکن سردی کے مارے دانت بچنے لگے تھے۔ تو لیے سے منہ پونچھتے ہوئے وہ کچن میں آئی جہاں صاف ستھرا چکن اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔ کچھ دیر چوہے کو گھورنے کے بعد وہ فرینج کی

حیرت سے اسے دیکھا۔

"وہ کل میرا ٹیسٹ ہے۔ مجھے اس کی تیاری کرنی ہے۔" وہ تیزی سے کمرے میں آئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر اس نے نوٹس اپنے آگے پھیلا لیے کتنی دیر تک وہ بے مقصد انہیں گھورتی رہی۔ وہ اس وقت بالکل خالی الذہن تھی۔ "پچی جان! آپ تیار نہیں ہوئیں ماہ رخ کو بتایا کہ بھائی آ رہے ہیں؟" سحر کی گھنٹکتی۔ ہوئی آواز سے اسے اس کی خوشی کا اندازہ ہو رہا تھا۔

"اند رہے۔"

"اچھا میں اسے دیکھتی ہوں۔" سحر کے کہنے پر اس نے جلدی سے نوٹس ہاتھوں میں پکڑ لیے۔ "ماہ رخ! تمہیں پتا چلا آج تیمور بھائی آ رہے ہیں۔" سحر نے خوشی سے جگمگاتے چہرے کے ساتھ اسے اطلاع دی تو اس نے مسکرا کر سر ہلادیا۔ "تم تیار نہیں ہو میں ابھی ایئر پورٹ جانا ہے۔" سلمان اپنے دوست کی کار لینے گیا ہے بس ابھی آتا ہو گا جلدی سے اٹھو۔"

سحر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ "سحر! پلیز یا رکھل میرا بہت ضروری ٹیسٹ ہے تمہیں تو پتا ہے سر کا تعلق ہلا کو خان کے خاندان سے ہے اور اگر مار کس کم ہوں تو ساری کلاس کے سامنے وہ میری بے عزتی کر دیں گے۔" ماہ رخ نے شکل پر بے بسی طاری کرتے ہوئے کہا۔ لیکن سحر اس کے کسی بہانے کو خاطر میں نہیں لائی۔

"مجھے کچھ نہیں سننا، جلدی اٹھو۔"

"سحر! چچ میں میری بالکل بھی تیاری نہیں اور پھر سب جا رہے ہیں گاڑی میں جگہ کہاں نکلے گی۔"

"واپسی پر کیا کریں گے تیمور بھائی کو کیا گاڑی کی چھت پر بٹھا میں گے۔ تم سب جاؤ میں ان سے گھر میں مل لوں گی۔" سحر تذبذب کی کیفیت میں کھڑی رہی تو ماہ رخ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"اس اوکے سحر! تیمور بھائی کو آنا تو گھری ہے نا میں مل لوں گی۔" سحر قدرے اطمینان سے ہوئی۔

"ویسے ماہ رخ! تم کافی بدل گئی ہو، اس کا احساس مجھے اب ہو رہا ہے ورنہ اس وقت سب سے پہلے تم کار میں سوار ہو تیں۔" وہ سر جھکا کر مسکرا دی۔

"اچھا اب جاؤ۔" ماہ رخ نے اٹھ کر اسے کمرے سے

طرف مزی اور فرزند کیے ہوئے شامی کباب نکال لیے۔
 روٹیاں پکانے اور شامی کباب فرانی کرنے کے بعد اس نے
 انہیں ٹیبل پر رکھا اور پانی کا گلاس بھر کر ہونسی مزی
 آنکھوں کے ساتھ اس کا وجود بھی ساکت ہو گیا تھا۔ آنے
 سامنے کھڑے وہ دونوں نفوس ایک دوسرے کو پلکیں
 بھجکانے بغیر یوں دیکھ رہے تھے جیسے جہاں آنکھ پھیل
 سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ تین سال بعد وہ چہرہ اس کے
 سامنے تھا۔ ماہ رخ نے اپنے ہاتھوں میں لرزش اترتی
 محسوس کی تھی۔ اس نے جلدی سے نظریں جھٹک لیں۔
 "کیسی ہوماسی!" تین سال بعد وہ یہ آواز سن رہی تھی۔
 اس سے پہلے کہ گلاس اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹا اس نے
 جلدی سے اسے شیلٹ پر رکھ دیا۔ اسے سمجھ میں نہیں آ
 رہا تھا وہ کیا کرے۔

"السلام علیکم" اچانک اس کے منہ سے نکلا۔
 "وعلیکم السلام۔" وہ شاید مسکرایا لیکن ماہ رخ دیکھ نہیں
 سکی کیونکہ وہ اس وقت زمین کو دیکھ رہی تھی۔ خاموشی
 ایک بار پھر ان کے درمیان ٹھہر گئی تھی۔ اس خاموشی کو
 ایک بار پھر تیمور نے توڑا۔
 "تم رات کو بھی مجھ سے نہیں ملیں، صبح بھی جب میں
 اوپر آیا تم جا چکی تھیں۔ اب گیٹ کھلنے کی آواز پر میں نے
 سوچا میں خود تم سے مل آؤں۔" وہ اب بھی خاموش تھی۔
 تیمور غور سے اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھ رہا تھا اور ساتھ
 اس کے ہاتھوں کی لرزش کو جنہیں وہ ایک دوسرے میں
 جکڑ کر روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تم ایئر پورٹ کیوں نہیں آئیں؟" وہ اس وقت سے
 پتھا چاہتی تھی لیکن۔
 "مائی اتم نے جواب نہیں دیا؟" تیمور نے دوبارہ پوچھا۔
 "سب گئے تو تھے۔" وہ دھیمی آواز میں بولی۔
 "لیکن سب میں اور تم میں فرق ہے، میں تمہاری بات
 کر رہا ہوں۔" اب کی بار ماہ رخ نے نظریں اٹھا کر اس کے
 فریش چہرے کو دیکھا۔ وہ شاید ہاتھ لے کر آ رہا تھا۔
 ان تین سالوں میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا سوائے
 اس کے کہ وہ اور زیادہ ہنڈم ہو گیا تھا۔

"ہاں کچھ لوگ ہوتے ہیں جو دو سروں کا سکون برباد کر
 کے انہیں توڑ کر خوش رہتے ہیں۔" اس نے اپنے اندر
 غصے کا ایک طوفان اٹھاتا محسوس کیا تھا۔ تیمور نے غور سے
 اس کے چہرے کے بدلنے رنگ کو دیکھا اور مسکراتے

ہوئے اندر آیا۔
 "ناراض ہو؟" ماہ رخ نے اپنے قریب اس کی آواز سنی
 وہی بسلا تاہوا شفقت سے بھر پور لہجہ شاید ان تین سالوں
 میں وہ اس کی لعلطی بھول چکا تھا یا محاف کر چکا تھا، لیکن وہ
 بذات خود تو خود کو محاف کر پائی تھی اور نہ اس کو بھی
 محاف کر سکتی تھی۔ اس نے جواب دینے کی بجائے اپنا رخ
 موڑ لیا۔

"ارے تیمور!" اس سے پہلے وہ کوئی اور سوال کر مان
 دونوں نے رخشندہ کی آواز سنی "اٹھ گئے تم۔" اسے دیکھ کر
 انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔
 "جی بچی جان ایسے سب سو رہے تھے تو سوچا مائی سے
 مل آؤں۔" اس نے مسکرا کر ماہ رخ کے غضب ناک تیمور
 دیکھے۔

"اچھا ہوا تم آ کر مل لیے ورنہ ابھی تیمور بھائی، تیمور
 بھائی کرتی نیچے پہنچ جاتی۔" ان کی بات پر ماہ رخ کی برداشت
 جواب دے لئی وہ تیزی سے پگن سے باہر نکلی۔
 "ارے ماہ رخ! کھانا تو کھا لو۔" اس نے اپنے پیچھے ان
 کی آواز سنی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ تیزی سے کمرے میں آ
 گئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر کتنی دیر تک وہ خود پر قابو پانے کی کوشش
 کرتی رہی، پھر اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی کھڑکی کھولنے پر
 ٹھنڈی ہوائ نے اس کا استقبال کیا تھا لیکن وہ ٹھنڈ سے بے
 نیازی نیچے دیکھنے لگی۔

"آپ بھول سکتے ہیں آپ نے کیا کہا تھا لیکن میں کبھی
 نہیں بھول سکتی، آج تین سال گزرنے کے بعد بھی آپ کا
 لہجہ آپ کا ایک ایک لفظ میری سماعت میں پوری جزئیات
 کے ساتھ زندہ ہے۔ آپ وہ سب کچھ بھول کر تیمور بن
 سکتے ہیں لیکن میں اب وہ پہلے والی مائی نہیں بن سکتی۔ وہ
 مائی تو تب ہی مر گئی تھی جب آپ نے اس کا مان توڑا تھا۔
 اس کی محبت کو پاگل بن کر کہا تھا۔ میں ماہ رخ ہوں، وہ ماہ رخ
 جو آپ سے نفرت کرتی ہے۔ میں آپ کو کبھی بھی محاف
 نہیں کر سکتی، کبھی نہیں۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے نکل
 کر اس کے رخسار پر لکیر بنا تا ہوا نیچے گم ہو گیا۔



نیچے سے آئی توڑ پھوڑ کی آوازیں پر اس نے غصے سے
 کتاب کو میز پر چھ دیا۔ تیمور کو آئے ایک ہفتہ ہوا تھا اور

اس نے آتے ہی گھر میں کام شروع کر دیا تھا۔ نیچے کے سارے پورشن کافر نیچے اس نے بد لو دیا۔ سارا لیکن امریکن اسٹائل کا بن رہا تھا۔
 "ماہ رخ؟" رخشندہ کے کندھا ہلانے پر اس نے بھیل پر رکھا اپنا سر اٹھا کر انہیں دکھا وہ شاید سو گئی تھی۔ آواز میں اتنا بھی اب بند ہو گئی تھیں۔
 "کیا ہوا سو گئی تھیں؟" انہوں نے اس کے چہرے پر آئے ہوئے ہالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔
 "شاید پڑائی نہیں چلا۔" اس نے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔
 "اچھا پھر تیار ہو جاؤ نیچے سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

"کیوں؟" اس نے حیرت سے انہیں دیکھا۔
 "تیور نے نئی کاری ہے۔ اس لیے سب کو نریٹ دے رہا ہے۔" اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔
 "ای! میں نہیں جاسکتی کل میرا بہت ضروری ٹیسٹ ہے اور ویسے بھی سردی کی وجہ سے میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔" اس نے رخشندہ کے جھگمگاتے ہوئے چہرے سے نظریں چراتے ہوئے سیاٹ لہجے میں کہا۔ ایک منٹ کے لیے وہ چپ کی چپ رہ گئیں۔ پھر انہوں نے غور سے اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھا۔

"ماہ رخ! کیا بات ہے میں محسوس کر رہی ہوں جب سے تیور آیا ہے تم نہ تو پیچھے جاتی ہو اور نہ ہی اس سے بات کرتی ہو۔ کیا تم دونوں میں کوئی ناراضی ہے۔" رخشندہ کی بات پر وہ گھبرائی لیکن خود پر قابو پاتے ہوئے مسکرا کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔
 "ایسی تو کوئی بات نہیں ای! میں کیوں تیور بھائی سے ناراض ہوں گی بس ٹیسٹ کی مصروفیات ہیں یہ ختم ہو جائیں پھر سب سے پہلے میں سیر کو جاؤں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی اور شاید وہ مطمئن ہو بھی گئی تھیں۔

"چلو ٹھیک ہے میں ان کے ساتھ جا رہی ہوں ہیٹ باہر سے لاک کر کے جا میں گے۔" وہ نیچے اترتے ہوئے بولیں تو ان کے جاتے ہی اس نے گہرا سانس لیا تھا۔
 نیچے لاؤن میں قدم رکھتے ہی ایک بل کو تو وہ حیران رہ گئی تھی۔ نیچے تو سارا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ اس نے سانس لے کر نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ سحر کو آدکھ کر وہ باہر نکل

آئی تھی۔ پورٹی میں کھڑی بلک رہا سوک کو اس نے ہر نظروں سے دیکھا۔
 "گھر بہت خوب صورت ہو گیا ہے۔" اس نے حیرت دیکھ کر کہا لیکن وہ کچھ نہیں بولی۔
 "کیا بات ہے حیرانم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہیں۔" اس نے پریشانی سے حیرت کی شکل دیکھی۔
 "کیونکہ میں تم سے ناراض ہوں۔" اس نے اب بھی ماہ رخ کی طرف نہیں دیکھا۔
 "کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔ سحر نے غور سے ماہ رخ کی شکل دیکھی۔

"اس لیے کہ میں تمہیں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ تمہیں ہو گیا کیا ہے۔ جب سے تیور بھائی آئے ہیں تم نے نیچے آنا چھوڑ دیا ہے۔ سارے گھر کافر نیچے بدلا تھا۔ تم نے اپنے کمرے کا بدلوانے سے انکار کر دیا۔ تمہیں پتا ہے۔ تیور بھائی نے کتنے پیار سے تمہارے کمرے کا فرنیچر پرنہ کیا تھا۔ تم کو سیر کے لیے بلوائیں تو تب بھی تم انکار کر دیتے ہو۔ تیور بھائی نے نئی گاڑی لی تم وہ دیکھنے تک نیچے نہیں اتریں۔ کیا میں سمجھوں تم ہمیں اپنا نہیں سمجھتیں تمہاری خوشیاں تمہیں ہم سب کی نہیں صرف تمہاری لگتی ہیں۔" وہ بہت غصے میں تھی۔

"سحر! ماہ رخ نے بڑے دکھ سے اس کے التزام کو سنا۔"

"تم مجھے ایسا سمجھتی ہو؟" اس کی آنکھ میں پانی جمع ہونے لگا۔ سحر ایک دم سڑمند ہو گئی۔

"آئی ایم سوری ماہ رخ! لیکن تم جانتی ہو تیور بھائی ہمارے لیے کیا اہمیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہماری خوشیوں کے لیے کبھی اپنی خوشیوں کی پروا نہیں کی۔ میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں انہیں کوئی تکلیف ہو تو مجھے ان سے زیادہ ہوتی ہے تمہارا رویہ انہیں شاید برا لگا تھا۔ تمہارے بار بار منع کرنے پر انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا تو نہیں لیکن مجھے لگتا ہے۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ ہم سب سے زیادہ تو تم تیور بھائی کے قریب رہی ہو پھر اب کیا ہوا ہے؟" سحر اچھٹے ہوئے ہوئی۔

"کیا تم تیور بھائی سے ناراض ہو؟" اچانک سحر نے گردن موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا۔
 وہ پہلے ہی سحر کی باتیں سن کر پریشان ہو رہی تھی اس کی اس بات پر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

اس سے قاصر ہوں۔
 بھائی آئے ہیں تم نے
 فریج پر لگا تھا۔ تم نے
 کیا نہیں پتا ہے۔
 کمرے کا فریج پر بند
 بھی تم انکار کر دیتی
 کھینچنے تک نیچے نہیں
 کھینچتیں ہماری
 ہماری لگتی ہیں۔
 کے الزام کو نہ۔
 آنکھ میں پانی جمع
 اتنی ہو تیور بھائی
 ہوں نے ہماری
 وائیں کی۔ میں
 تکلیف ہو تو مجھے
 شاید برا لگا تھا۔
 لطف ہوتی ہے۔
 میں تو اس بات پر
 رہائی کے قریب
 بولی۔
 اچانک سحر نے
 ہی تھی اس کی
 لگیں۔

"اسی کوئی بات نہیں ہے سحر میں تیور بھائی سے
 ناراض نہیں ہوں تک پہنچے۔ آئے کی بات ہے تو میرے
 ٹیسٹ ہو رہے ہیں اس لیے آج قسم ہو جائیں گے تو میں
 سداون بیٹے رہوں گی اور جہاں تک فریج کی بات ہے تو
 میں اتنے سالوں سے اپنے بید اور چیزوں کی اس قدر عادی
 ہو گئی ہوں کہ مجھے لگتا ہے شاید اس کے بغیر مجھے فینڈ نہ
 آئے اور پینٹ تم جانتی ہو اس کی بو سے میری طبیعت کتنی
 خراب ہوتی ہے۔" وہ نارمل لہجے میں باتیں کر کے سحر کا دھیان
 بنانے میں کامیاب ہو گئی تھی لیکن تیور نے سحر ہی اس
 کا سراا اطمینان رخصت ہو گیا تھا۔ لیکچر کے دوران اس کا
 دھیان بار بار سحر کی باتوں کی طرف مڑ جاتا۔
 "اگر سحر اور امی نے یہ بات محسوس کی ہے تو پھر باقی
 سب نے بھی محسوس کی ہوگی۔" اس نے پریشانی سے سوچا۔
 "اس طرح کرنے سے تو سب بار بار وجہ پوچھیں گے تو میں
 کیا بتاؤں گی۔" اب اس نے فائل پر آڑی ٹیڑھی لائیں
 کھینچتی شروع کر دیں۔ "جب تیور بھائی سب بھول چکے
 ہیں اور مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں تو میں کیوں خود کو
 بلان کر رہی ہوں اور ساتھ دوسروں کو ناراض کر رہی ہوں
 مجھے نیچے جانا چاہیے، کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے کیا
 فرق پڑتا ہے۔" اس نے سر جھٹک کر خود کو باور کروایا۔



"ہاں تمہارے بیٹے کو یقین کیوں نہیں آتا کہ میں بھی
 اس کا کچھ لگتا ہوں۔"
 "ہاں یہ کھانے کا رشتہ دار ہے اسے ابھی چاہیٹ
 پکڑا میں ابھی آپ اس کے فوریٹ ماموں ہوں گے۔"
 "اچھا! اسکی بات ہے۔" سلمان کے کہنے پر اس نے
 مسکرا کر مومن کی طرف دیکھا تو اب ماورخ سے باتیں کر
 رہا تھا۔ مومن سے ہوتی ہوئی اس کی نظریں ماورخ کے
 مسکراتے ہوئے چہرے پر جم گئیں۔
 "پلو بھئی کھانا لگ گیا۔" امی کی آواز پر وہ چونکا۔
 کھانے کی میز پر بھی وہ باتیں کرنے میں مصروف تھے۔
 جب ماورخ نے اپنی پلیٹ میں سالن ڈالا تو اس نے کافی
 حیرت سے اس کی طرف دیکھا، جبکہ سلمان اس کی حیرت پر
 بے اختیار مسکرایا۔
 "بھائی! اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں، محترمہ کافی
 بدل چکی ہیں۔ اب یہ شیرینی نہیں ہوتی بن چکی ہیں۔"
 سلمان کے کہنے پر سب مسکرا دیے تھے۔ وہ جانتی تھی اس
 کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ لیکن اس نے سرائیفا کر
 کسی کی طرف نہیں دیکھا۔
 "ہاں! وہ تو میں دیکھ ہی رہا ہوں۔" تیور نے غور سے
 اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔

"بھائی! آپ لوگ ایک دوسرے سے ناراض ہیں۔"
 سلمان کے پوچھنے پر جہاں بے ساختہ ایک مسکراہٹ تیور
 کے چہرے پر آئی تھی۔ وہیں ماورخ نے غصے سے پہلو بدلا۔
 "میں تو بالکل بھی ناراض نہیں، لیکن لگتا ہے مامی مجھ
 سے ناراض ہے۔" وہ شرارت سے مسکرایا تو ماورخ نے کھا
 جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔
 "اچھا میں بھی کون ماورخ نیچے کیوں نہیں آتی۔ کیوں
 بنایا تم تیور سے کس بات پر ناراض ہو؟" علیہ کے پوچھنے
 پر وہ پریشان ہو گئی۔ اب سب کی نظریں اس پر جمی تھیں،
 اس کو پھنسا کر وہ بڑے مزے سے کھانا کھانے میں مصروف
 ہو گیا تھا۔
 "نہیں تو بڑی امی! میں ناراض نہیں ہوں، میرے
 ٹیسٹ ہو رہے تھے اس لیے نیچے نہیں آسکی۔ سب کو بتاؤ
 چکی ہوں کوئی یقین ہی نہیں کرتا۔" آخر میں وہ روہا کسی
 ہو گئی۔
 "وہ ٹھیک تو کہہ رہی ہے امی! آپ خود سوچیں، کیا تیور

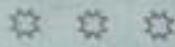
لائن میں داخل ہوتے ہی بچوں کی چہکار سے انہیں
 اندازہ ہو گیا تھا کہ تانیہ آئی ہوئی ہے۔ تیور نے گود میں اسیہ
 کو اٹھا رکھا تھا جبکہ اپنی ایک ٹانگ پر مومن کو بٹھلاتے آہستہ
 آہستہ مومن کے گلن میں کچھ کہہ رہا تھا اور وہ ہنوز بے
 چینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک تیور کے پاس سے
 اٹھ کر وہ سحر کی طرف آ گیا۔
 "خدا! یہ میرے ماموں ہیں؟" اس نے تیور کی طرف
 اشارہ کر کے بڑی بے چینی سے پوچھا تو سحر نے مسکرا کر اسے
 دیکھا۔
 "ہاں! یہ تیور ماموں ہیں۔"
 "لیکن میرے ماموں تو وہ ہیں۔" اس نے سلمان کی
 طرف اشارہ کیا۔
 "ہاں! یہ بھی ماموں ہیں اور وہ بھی۔" لیکن وہ اب بھی
 مشکوک نظروں سے تیور کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے اس طرح
 دیکھنے پر تیور قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

بھی اس نے اپنی نظریں اس کے چہرے پر سے نہیں ہٹائی تھیں۔

”ایسی نامی بھی اچھی لڑکی ہے اس لیے اس سے بوجھ رہا ہوں۔“ ماہ رخ کا دل سوکھے سے کی طرح لرز اٹھا۔ ”تو کیا ہوا انداز پچھلی بات کا حوالہ“ اس کی بے یقین نظریں اس پہلی سے بھرنے لگی تھیں۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تیور کبھی سرگھٹل اسے یہ بات دتا سکتا ہے۔

”بھائی بات گھمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔“ سلمان اٹھ کر اس کے قریب آیا۔ تو تیور نے اپنی نظریں ماہ رخ کے دھواں دھواں ہوتے چہرے سے ہٹائیں اور غٹل کر مسکرایا۔

وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ آئی۔
 ”اس شخص سے کیا کوئی اچھی امید رکھی جا سکتی۔“
 یہڑھیاں چڑھتے ہوئے ماہ رخ نے خود سے کہا تھا۔ ”لیکن اگر انہوں نے سب کو بتا دیا تو۔“ وقتبزی سے یہڑھیاں عبور کرنے لگی۔



”بس حلیمہ! آج بات کچی سمجھو اس جمعہ کو شرجیل اور سحر کی منگنی کر دیتے ہیں اور دو ماہ تک شادی ہماری طرف سے تو سارے انتظامات ہیں تمہارے لیے دو ماہ کافی ہوں گے۔ ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے اللہ کا فضل ہے بس سحر بیٹی ہمیں دے دو۔“ سعدیہ کی بات پر حلیمہ طمانیت سے مسکرائیں۔

”بائی! سحر آپ کی ہی بیٹی ہے مجھے بس تیور کا انتقال ہے۔ آج کل اس نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر فیکٹری شروع کی ہے اس سلسلے میں کافی بھاگ دوڑ کر رہا ہے اب بھی تین دن سے اسلام آباد گیا ہوا ہے۔ وہ آجائے تو انشاء اللہ یہ کام بھی ہو جائے گا۔“

”ہاں تو اچھی جمعہ آنے میں پورے سات دن ہیں تب تک سب انتظام ہو جائیں گے۔ اب میں اور کچھ نہیں سنوں گی۔“ ان کے حتمی انداز پر حلیمہ مسکرائیں۔

”جیسا آپ بہتر سمجھیں۔“ ماہ رخ جب نیچے آئی تو کافی ڈوشگوار ماحول میں چائے پی جا رہی تھی۔ وہ سب سے ملنے کے بعد سحر کو ڈھونڈتی ہوئی لان میں نکل آئی۔ سامنے کرسیوں پر سحر کے ساتھ کوئی اور بھی بیٹھا تھا وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی جب سحر نے اسے دیکھ کر پکار لیا۔ سحر کے

اور ماہ رخ ایک دوسرے سے کیسے ناراض ہو سکتے ہیں۔“
 تانیہ کی بات پر تیور نے نظریں اٹھا کر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔ جس کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ مسکرا کر دوبارہ پلیٹ پر جھک گیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ ایک بار پھر لاؤنج میں آگئے تو تیور اسے بھی آنا پڑا۔ پہلے ہی نیچے نہ آنے کی وجہ سے وہ اچھی خاصی پریشان ہوئی تھی۔ وہ مزید انہیں کوئی اور موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ ڈھیر سارے جاگلیٹ ٹون کو دیکھنے کے بعد آخر مومن نے تیور کو اپنا مومن تسلیم کر لیا تھا۔

”بچوں کے آنے سے گھر میں کتنی رونق ہو جاتی ہے۔“
 حلیمہ نے مومن اور اربیبہ کو دیکھ کر کہا۔

”تو امی آپ تیور کی شادی کر دیں تاکہ یہاں بھی رونق ہو جائے۔“ تانیہ جھٹ بولی۔

”تو تم سے زیادہ مجھے جلدی ہے میرا بس چلے تو کل کے بجائے آج کروں پر یہ مانے تو۔“ حلیمہ نے تیور کی طرف دیکھا تو تانیہ نے بھی اپنا رخ اس کی طرف موڑ لیا۔

”کیوں تیور! اب کیا رابلیم ہے۔ تین سال سے تم یہ کہہ کر ٹال رہے تھے میں تم نہیں سکتا میرا کام سیٹ نہیں ہے لیکن اب تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔“
 ”ہاں تو میں کب منع کر رہا ہوں۔“

”تو اس کا مطلب ہے آپ تیار ہیں۔“ اب کے سحر نے بے یقینی سے تصدیق چاہی تو وہ کندھے اچکا کر مسکرا دیا۔ وہاں موجود سب افراد کے چہرے کھل اٹھے سوائے ماہ رخ کے جو کارپٹ پر بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی۔

”امی! بس آپ تیاری کریں ایک لڑکی میں نے دیکھ رکھی ہے ہمارے بڑوں میں وہ لوگ نئے آئے ہیں۔“
 تانیہ جوش میں شروع ہو گئی۔

”بائی! پہلے بھائی سے تو پوچھ لیں یہ نہ ہوا نہیں پہلے سے ہی کوئی لڑکی پسند ہو یا ادھر کسی میم کو ہی دل نہ دے آئے ہوں۔“ سلمان کی بات پر وہ بے ساختہ مسکرایا۔

”کیوں تیور؟“ تانیہ کے سوالیہ انداز پر وہ جو صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے ان کی باتیں انجوائے کر رہا تھا۔ ایک دم سیدھا ہوتے ہوئے قدرے آگے کو جھکا۔

”شادی تو کسی اچھی لڑکی سے کرنی چاہیے۔ کیوں مانی؟“ اس کی بات پر ماہ رخ چوگی۔ اس نے ہنسنے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”ارے اسے کیا پتا وہ تو بچی ہے۔“ حلیمہ کے کہنے پر

جلد نمبر

یکار نے بروہ شخص تیزی سے پلانا تھا۔ اس شخص کو دیکھ کر ایک بل کے لیے وہ حیران ہوئی تھی۔
”السلام علیکم۔“ اس کے قریب آنے پر اس نے کھڑے ہو کر سلام کیا۔

”وعلیکم السلام۔ ماہِ رِخِ ایہ طلحہ ہے پہچانا؟“ سحر کے تعارف کروانے پر اس نے سر اثبات میں بلایا۔
”اور طلحہ یہ ماہِ رِخ ہے۔“
”ان کو کون بھول سکتا ہے۔“ اس کا انداز ایسا تھا کہ سحر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ ماہِ رِخ کنفیوز ہو گئی۔

”تم اب تک کہاں تھیں؟“ سحر نے ماہِ رِخ سے پوچھا۔
”سو رہی تھی۔“ ماہِ رِخ کے کہنے پر طلحہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ جمال آنکھوں میں اب بھی نیند کا خمار باقی تھا۔
”اچھا تم طلحہ کو کہنی دو میں دو منٹ میں آئی۔“ سحر نے اس کا بازو پکڑ کر اسے کرسی کے قریب کھڑا کیا اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھنے لگی۔

”آپ بیٹھیں۔“ طلحہ کے کہنے پر وہ جھجھکتے ہوئے بیٹھ گئی۔ کچھ لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے۔ طلحہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا جو نظریں جھکائے گھاس کو تک رہی تھی۔
”آپ کوئی بات نہیں کریں گی؟“ آخر اس خاموشی کو طلحہ نے ہی توڑا۔

”میں کیا بات کروں؟“
”کچھ بھی۔“ وہ کچھ دیر کی پھر اس کی طرف دیکھ کر بولی۔
”آپ آج کل کیا کر رہے ہیں؟“ وہ جو بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا کھل کر مسکرایا۔

”دراصل پہلے میں پاگل تھا لیکن رینک میں اٹھانے کی وجہ سے میرے پاگل پن میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔“ اس کی آواز کے ساتھ اس کے چہرے پر بھی شرارت تھی۔
چھپیلی ملاقات کی یاد ماہِ رِخ کے دماغ میں روشن ہوئی تو وہ کھل کر ہنس پڑی۔ طلحہ نے بڑی دلچسپی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

”آپ کو اب بھی یاد ہے؟“ وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔
”جی ہاں تو کچھ بھی نہیں بھولے۔“ وہ گہرا سانس لے

”آپ کیا کر رہی ہیں؟“
”میں ساڑھن کاوٹی میں ایم ایس سی کر رہی ہوں۔“
”دیش نا میس۔“

”آپ یہاں لاہور میں ہوتے ہیں؟“ کچھ دیر خاموشی کے بعد ماہِ رِخ نے بات آگے بڑھانے کے لیے پوچھا۔
”جی آجکل تو لاہور ہی میں ہوں پچھلے تین سال سے میری پوسٹنگ پشاور میں تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویسے ماہِ رِخ! آپ بہت بدل گئی ہیں۔“ طلحہ کے کہنے پر وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ سبھی اس کی نظر سحر پر پڑی جو ان کی طرف آرہی تھی۔ اس کی خاموشی پر وہ مسکرایا۔

”دیکھا، اگر آپ بدلی نہ ہوتیں تو ابھی مجھے بڑا زبردست جواب ملتا۔“ اس نے پھر پچھلی بات کا حوالہ دیا تو وہ قدرے مطمئن ہو کر مسکرا دی۔ سبھی ہارن کی آواز پر سحر واپس پلٹی۔

”ایک بات کوں آپ سے؟“ وہ جو سحر کو دیکھ رہی تھی یکدم چونکی۔

”آپ کا وہ روپ بھی بہت زبردست تھا لیکن یہ روپ بہت واقریب ہے۔“ ماہِ رِخ کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اس کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ اس کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی تھی۔ اس نے گہرا کریٹ سے اندر داخل ہونے والی تیور کی گاڑی کو دیکھا۔ اس نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا۔ تیور کو دیکھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدلا۔ اس نے نظریں گھما کر طلحہ کی طرف دیکھا جو گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ صرف ایک بل لگا تھا وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی اور اس کی مسکراہٹ پر جیسے وہ کھیل گیا۔ اتنی دیر میں تیور ان تک پہنچ چکا تھا۔

”ارے تیور! کیسے ہیں آپ؟“ تیور کو دیکھتے ہی وہ اٹھ کر اس کے گلے لگ گیا طلحہ کے گلے لگتے ہوئے تیور نے غور سے ماہِ رِخ کی شکل دیکھی۔ اس نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اندر جانے کے لیے قدم بڑھا دیے۔



آج وہ چاروں یونیورسٹی میں ملنے کے لیے جمع ہوئی تھیں۔

"اوشیور۔" سدرہ جلدی سے ہولی طلحہ نے ہاتھ سے اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تو وہ پریشان نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں آپ کا یادہ ٹائم نہیں لوں گا۔" طلحہ کے کہنے پر وہ سر جھکا کر اس کے ساتھ چل پڑی۔

"آپ یہاں اپنے کسی دوست سے ملنے آئے تھے من کا نام کیا ہے؟" ماہ رخ کے پوچھنے پر وہ مسکرایا۔

"میں آپ کو صحیح بتاؤں میرا یہاں کوئی دوست نہیں، میں یہاں آپ سے ملنے آیا تھا۔" وہ جانتی تھی کہ وہ اس سے ملنے آیا ہے لیکن پھر بھی وہ کنفیوز ہونے لگی۔

"بیٹھ جائیں۔" طلحہ نے ایک بیچ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بیچ کے آخری سرے پر بیٹھ گئی۔

"در اصل میں آپ سے آپ کی رائے پوچھنے آیا تھا۔ بیچھلے ہفتے ڈب سے آپ سے ملا ہوں تب سے سوچ رہا ہوں میں کیسے آپ سے بات کروں۔" بٹلے سوچا فون پر معلوم کر لوں پھر چلتے یہ مناسب نہیں لگا تو میں یہاں آ گیا۔" وہ خاموش ہو تو ماہ رخ نے الجھن بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" طلحہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اسے کچھ کچھ محسوس ہوا تھا لیکن اتنی جلدی اور اتنے واضح اظہار کی اسے امید نہیں تھی۔ طلحہ بھی اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

"میں نے پہلی بار آپ کو نامیہ بھابھی کی شادی پر دیکھا تھا۔ تب آپ بہت شرارتی ہو کر تھی تھیں۔ آپ مجھے بہت اچھی لگی تھیں۔ دوسری بار بھی آپ کو نامیہ بھابھی کے گھر پہ دیکھا تھا اور پھر تین سال بعد اب آپ کے گھر پہ ان تین سالوں کے دوران میں نے ایک بار بھی آپ کو یاد نہیں کیا۔ لیکن اس دن آپ کو دیکھنے کے بعد مجھے لگا کہ میں تو آپ کو بھی بھولا ہی نہیں۔ پہلے میں شادی کے بارے میں سیریس نہیں تھا۔ لیکن اب جب میں نے شادی کے بارے میں سوچا تو میرے ذہن میں پہلا خیال آپ کا آیا۔ مجھے لگتا ہے ہم ایک ساتھ اچھی زندگی گزار سکتے ہیں۔ آپ مجھے پہلی نظر میں اچھی لگی تھیں اور ہر ملاقات میں اس پسندیدگی میں اضافہ ہوا ہے۔ اور مجھے لگتا ہے کہ میں آپ سے محبت کرنے لگوں گا۔" آخر میں وہ مسکرایا تو ماہ رخ کو اپنی دھڑکن تیز ہوتی محسوس ہوئی۔

طلحہ اب بھی اسے دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے اپنی کود میں

"تمہاری شادی کی تیاریاں کہاں تک پہنچی ہیں؟" میں نے برگر کھاتے ہوئے عروج سے پوچھا۔

"میں بیور کا کام رہ گیا ہے اور لہنگا پسند کرتا ہے بس۔" اس نے برگر کھا کر اس کے کانڈے کارول بنا کر سدرہ کے بیگ میں کھسار دیا اور یہ حرکت سدرہ کی غفارت پسند طبیعت پر کافی گراں گزری تھی۔ اس نے تڑپ کر ہاتھ بیک میں ڈال کر رہ نکل لیا اور ایک عدد ٹھنڈے کے ساتھ کانڈے اس کی کود میں ڈال دیا۔

"تم دونوں کی شادی کے لیے میں نے بڑی زبردست تیاری کی ہے۔" سدرہ انہیں کپڑوں کی تفصیل بتانے لگی۔

"کیا بات ہے تم نہیں بول رہیں؟" عروج نے سدرہ کی بات سننے کے دوران ماہ رخ سے پوچھا۔

"میں تم لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔" "ویسے بھی یار ماہ رخ اب زیادہ تر خاموش رہتی ہے۔" سدرہ نے کہا تو عروج نے غور سے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھا۔

"ارے یہ کون خرابیاں خرابیاں چلا آرہا ہے ارے یہ تو ہماری طرف آرہا ہے؟" مٹھن کی حیرت بھری آواز پر وہ دونوں بھی متوجہ ہو گئیں۔ جبکہ ماہ رخ حیران پریشان اپنی طرف آتے طلحہ کو دیکھ رہی تھی۔ ان کے قریب پہنچنے پر اس نے سلام کیا۔

"کیسی ہیں آپ ماہ رخ؟" طلحہ نے مسکرا کر اس سے پوچھا۔ تو وہ جیسے ہوش میں آئی اور ایک دم کھڑی ہو گئی۔

"آپ یہاں؟" میں یہاں ایک دوست سے ملنے آیا تھا اسے ڈھونڈ رہا تھا تو آپ مل گئیں سوچا آپ سے ہی ملو ہائے کرتا ہوں۔"

"ہم نے آپ کو پہچانا نہیں۔" مٹھن نے غور سے طلحہ کی شکل دیکھی۔

"میرا نام طلحہ اکرام ہے، میں آرمی میں کیپٹن ہوں اور ان کا رشتہ دار ہوں۔" اس نے ماہ رخ کی طرف اشارہ کیا۔

"اور ہم اس کی فرینڈز ہیں۔" سدرہ نے اسی کے انداز میں کہا۔

"آپ سب سے مل کر خوشی ہوئی۔"

"ہمیں بھی۔" وہ مٹیوں کو رس میں بولیں۔

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں ماہ رخ سے بات کر سکتا ہوں؟" ماہ رخ نے سٹپٹا کر طلحہ کو دیکھا۔

نئی کر رہی ہوں۔

تے ہیں؟" کچھ دیر خاموشی کے لیے پوچھا۔

یوں بیچھلے تین سال سے تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے تھی ہیں۔" طلحہ کے دیکھنے لگی۔ سچی اس کی تھی۔ اس کی خاموشی پر تو ابھی مجھے بڑا زبردست ت کا حوالہ دیا تو وہ قدرے کی آواز پر سحر واپس چلی۔

وہ جو سحر کو دیکھ رہی

تت تھا لیکن یہ روپ کی مسکراہٹ غائب تھا کہ اس کی دھڑکن اگر گیت سے اندر داخل اس نے بھی انہیں دیکھ کر بے کارنگ بدلا۔ اس دیکھا جو گری نظروں بل لگا تھا وہ اسے دیکھ کر جیسے وہ کھل گیا۔ اتنی دیر

تیسرے کو دیکھتے ہی وہ انھ کے گلے لگتے ہوئے تیسرے۔ اس نے نظریں اٹھا کر کے لیے قدم پر بھاڑے۔

نے کے لیے جمع ہوئی

تم جاری ہو؟" شہین کے پچھنے پر اس نے کہا کہ
 اثبات میں بھائی۔
 "کتنی بد نصیب ہو میں تم لوگوں سے ملنے آئی تھی۔"
 "سوری شہین وہ عمر نے آئی ہے۔"
 یہ عمر کے ساتھ کون ہے؟" شہین نے دور کھڑے تھوڑے
 کو دیکھ کر پوچھا۔
 "تیور بھائی۔"

"کیا۔" وہ تینوں ایک ساتھ تھیں۔
 "تیور بھائی آچکے ہیں اور تم نے ہمیں بتایا بھی
 نہیں۔" لیکن وہ خاموش رہی۔
 "یار یہ تیور صاحب پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی شہیدار
 ہو گئے ہیں۔" عروج نے ستائشی نظروں سے تیور کو دیکھا۔
 "ہائے ماہ رخ اپنے اس کزن سے میری سیننگ
 کروا دو۔" نوٹس ماہ رخ کو پکڑانے کے بعد سدہ نے اس
 سے کہا۔

"شاید تم بھول رہی ہو کہ تم نے ہی کہا تھا کہ تیور ماہ
 رخ سے محبت کرتا ہے اور ماہ رخ بھی اور اب تم ماہ رخ
 سے کہہ رہی ہو کہ وہ اپنی محبت تمہیں دے دے۔" عروج
 کا لہجہ برہم ہونے کے ساتھ طنزیہ بھی تھا۔ کیونکہ ماہ رخ کی
 عادات میں اتنی بڑی تبدیلی کے پیچھے جو محرک تھا وہ پوری
 طرح اس سے آگاہ تو نہیں تھی، لیکن پھر بھی کسی حد تک
 سمجھ چکی تھی۔

"ارے وہ تو ایک مذاق تھا۔ اب تو کبھی ماہ رخ نے وہ
 بات بھی نہیں کی تب تو ہم چھوٹے تھے۔ اب میں اور تب
 میں بہت فرق ہے اور میں ایسے ہی ماہ رخ کو تنگ کرنے کے
 لیے مذاق کرتی تھی۔" سدہ ہنسی تو ماہ رخ نے بڑی زخمی
 نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
 "کیوں ماہ رخ! ہمیں واقعی کوئی ایسی بات تو نہیں تھی؟"
 سدہ نے شرارت سے اسے دیکھا تو اس نے سر لٹی میں ہلکا
 دیا۔

"اللہ حافظ۔" وہ تیزی سے پلٹ گئی تھی۔ جب وہ ان
 کے قریب پہنچی طلحہ تیور سے مصافحہ کر رہا تھا۔
 "اچھا ماہ رخ پھر ملاقات ہوگی۔" وہ کہہ کر چلا گیا لیکن
 اس نے نظر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ گاڑی میں
 بیٹھتی ہی سدہ کی باتیں اس کے دماغ میں گھومنے لگیں۔
 "مذاق؟" اس نے اس لفظ کو دل میں دہرایا۔
 "تم کیا جانو سدہ! تمہارے اس مذاق نے میری پوری

رکھے وہ لوں ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔
 "ماہ رخ! میں آپ کی خاموشی کو کیا سمجھوں؟" کچھ دیر
 بعد ماہ رخ نے طلحہ کی آواز سنی تو تھری سانس لے کر
 سامنے دیکھا جہاں وہ تینوں انہیں دیکھ کر مسکرائی تھیں۔
 پھر اس نے اپنے دائیں طرف بیٹھے طلحہ کو دیکھا جو اس
 کے بائیں طرف تھا۔ وہ خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔
 "کیا آپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں؟" اس کی خاموشی پر
 طلحہ نے پوچھا تو ایک چہرہ اس کی نظروں کے سامنے گھوما
 اس نے جلدی سے سر لٹی میں ہلایا۔
 "تو میں اپنی ماما کو آپ کے گھر بھیج دوں؟" ماہ رخ نے سر
 اثبات میں ہلادیا۔ طلحہ جیسے کھل اٹھا۔

"تھینک یو تھینک پوری بچ۔" میں آپ کو بتا نہیں
 سکتا میں کتنا خوش ہوں۔" وہ اگر نہ بھی کہتا تو بھی اس کی
 شکل بتا رہی تھی۔

"میں چلتی ہوں۔" وہ ایک دم کھڑی ہوئی۔ اس کے
 ساتھ طلحہ بھی کھڑا ہو گیا وہ چند قدم آگے بڑھی تھی جب
 اس نے اپنے پیچھے سحر کی آواز سنی وہ جلدی سے مڑی لیکن
 سحر کے ساتھ کھڑے تیور کو دیکھ کر جیسے وہ بت بن گئی۔
 تیور ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد طلحہ کی طرف مڑا۔
 "یہ موصوف یہاں کیا کر رہے ہیں؟" سحر نے اس کے
 قریب آ کر شرارتی انداز میں کہا۔ لیکن وہ پریشان نظروں
 سے تیور کو دیکھ رہی تھی۔

"اے کیا ہوا؟" سحر نے اس کا کندھا ہلکا کر اپنی طرف
 متوجہ کیا۔

"تم یہاں؟"
 "ہاں اچانک بھائی لینے آگئے تو سوچا تمہیں بھی ساتھ
 لیتے جائیں چلو پھلتے ہیں۔"
 "تھوڑے سا سدہ سے نوٹس لے آؤں۔" وہ تیزی سے
 ان تینوں کی طرف بڑھی۔

"خیریت؟ اتنی لمبی گفتگو۔" عروج نے مسکرا کر اسے
 دیکھا لیکن اس وقت وہ کافی پریشان تھی۔ پہلے اچانک
 طلحہ کی آمد اور اس کا پرنزل اور پھر تیور اس نے ایک
 دم اپنا سر تھام لیا۔

"کیا ہوا ماہ رخ؟" وہ تینوں پریشانی سے اس کی طرف
 بڑھیں۔
 "کچھ نہیں سدہ! وہ نوٹس دے دو۔" ماہ رخ کے کہنے پر
 سدہ بکھرے ہوئے کانٹوں کو سمیٹنے لگی۔

زندگی بدل کر رکھ دی۔ تم نے ٹھیک کہا تب ہم چھوٹے تھے تب میں اور اب میں بہت فرق ہے لیکن تب کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ کوئی بات دل میں بیٹھ جائے تو نکلتی نہیں تم مذاق کرتی رہیں اور میں سیریس ہو گئی اور اتنی سیریس کہ وہ محبت میرے دل و دماغ پر چھا گئی۔ میں نے اس محبت کے لیے اپنی انا کو پھیل دیا اور بدلے میں مجھے کیا ملا ذلت۔ تمہارے ایک مذاق کی وجہ سے زندگی کا سب سے بڑا درد میں نے پایا اور سب سے پیارے انسان کو کھو دیا۔

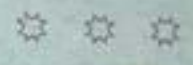
"ماہ رخ! سحر کی آواز پر وہ ہو گئی۔"

"یہ طلحہ سال کیا کر رہا تھا؟"

"پتہ نہیں میں نے پہلی بار یہاں دیکھا ہے۔" وہ وضاحت دینے لگی۔

گیت سے اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے مڑ کر تیور کو دیکھا جو سحر سے بات کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔ وہ جھنجھلائی۔

"میں کیوں پاگل ہوں جو ڈر رہی ہوں میں کیا لگتی ہوں اس شخص کی جو کسی اور بندے کے ساتھ مجھے دیکھ کر اسے تکلیف ہوگی وہ کون سی مجھ سے محبت کرتا ہے۔" وہ غصے میں تیزی سے بیڑھیاں چڑھنے لگی۔



"ماہ رخ اب آ بھی چکو۔" وہ بالوں میں برش کر رہی تھی جب اس نے سحر کی عصیلی آواز سنی۔ اس نے تیزی سے کلب میں بالوں کو جکڑا دیا۔ کاندھے پر ڈال کر وہ تیزی سے نیچے اتری۔

"تم تیار ہو؟" سحر نے حیرت سے اس کے سادہ جیلے کو دیکھا۔

"ہاں تیار ہوں کیوں کپڑے ٹھیک نہیں؟" اس نے حیرانی سے اپنے کپڑوں کو دیکھا۔

"نہیں کپڑے تو ٹھیک ہیں لیکن کچھ زیور پہن لینا تھا۔" سحر کے کہنے پر وہ تدرے رہی۔

"مجھے وہاں کون دیکھنے آرہا ہے تمہاری تیاری کا تو کوئی مطلب بھی ہے۔" ماہ رخ نے سحر کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا تو وہ جھینپ کر مسکرائی۔

"وہاں طلحہ بھی ہو سکتا ہے۔" اب سحر نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"تو کیا فرق پڑتا ہے۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

بارن کی آواز پر سحر نے اپنا سر پٹا۔

"بھائی کب سے انتظار کر رہے ہیں تم نکلو میں لاک کر کے آتی ہوں۔" وہ گاڑی کا پھیلا دروازہ کھول رہی تھی جب اس نے تیور کی آواز سنی۔

"آج نہیں پوچھو گی مایا اگر تم کیسی لگ رہی ہو؟" ہنڈل پر رکھا اس کا ہاتھ ساکت ہو گیا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف پلٹی۔ تیور کے ہونٹوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔

"تو کیا تب میری بات کا مطلب انہیں سمجھ میں آچکا تھا؟" وہ اب بھی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"چلو تم نہیں پوچھتیں تو میں خود بتا دیتا ہوں۔" بیوشہ کی طرح بہت اچھی لگ رہی ہو۔ "جگہ بھی وہی تھی الفاظ بھی وہی تھے لیکن لہجہ بدلا ہوا تھا۔ جہاں اس کی حیرانی پر تیور کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ وہیں اس کی آنکھوں میں تیزی سے آنسو آئے تھے۔

"تیور بھائی! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ مجھ سے ایک غلطی ہوئی تھی میں اس کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔ پلیز اب مجھے معاف کر دیں۔" اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیے۔

"ارے میں نے تو تعریف کی ہے اور تم رونے لگی ہو۔" تیور نے اس کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو تھام لیا جنہیں اس نے ایک جھٹکے سے کھینچ لیا۔

"مجھے آپ کی تعریف کی کوئی ضرورت نہیں۔" ماہ رخ نے کہہ کر جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر اتنی ہی زور سے بند کیا۔ دروازہ بند کرنے پر تیور نے مسکرا کر اٹلی کو کان میں گھمایا اور مسکراتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سحر کے بیٹھتے ہی اس نے گاڑی اشارت کر دی۔

"پتا نہیں اتنی بڑی غلطی مجھ سے کیوں ہو گئی۔" وہ باہر دیکھتے ہوئے مسلسل خود کو کوس رہی تھی۔



"ماہ رخ! گڑیا دو کپ چائے اور بنا دو۔" وہ کینٹ میں سے برتن نکال رہی تھی جب تانیہ اندر داخل ہوئی۔

"وہ طلحہ اور اس کی امی بھی آئے ہیں سحر تو ڈرائیونگ روم میں اپنی ساس کے ساتھ چپک ہی گئی ہے اتنے اشارے کیے پر مجال ہے جو اٹھ جائے۔ وہ جلدی سے چیزیں رے میں سیٹ کرنے لگی۔

"اچھا پلیز چائے بنا کر میرے کمرے میں دے جانا۔
شہلا آئی میرے کمرے میں ہیں۔" اس نے طلحہ کی اسی
کا نام لیا تو وہ سر ہلا کر چائے بنانے لگی۔ وہ چائے لے کر آئی
تو کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اس نے طلحہ کی اسی
کی آواز سنی۔

"جب سے لاہور آیا ہے ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے کہ
ماہِ برہم سے شادی کرنی ہے۔ پہلے کتنا تھا سو یہ سے شادی
کرنی ہے اب ماہِ برہم۔ میری تو کوئی مرضی ہی نہیں۔ ہر
دفعہ اس کی پسند بدلتی رہتی ہے۔ پھر کیا کیا جائے اگر جوان
اولاد ہو اور وہ بھی اکلوتا بیٹا تو انسان مجبور ہو ہی جاتا ہے۔"

ان کے لیے میں بیزار ہی بیزار ہی تھی۔
"آئی ماہِ برہم بہت اچھی ہے۔ طلحہ کا فیصلہ غلط
نہیں۔" تانیہ رسائیت سے بولی تو شہلا طنزیہ انداز میں
ہنسی۔

"اچھا اگر اتنی ہی اچھی ہے تو تم لوگوں نے کیوں نہیں
اسے اپنا لیا حالانکہ تمہارے دونوں بھائی طلحہ سے کم تو
نہیں۔ ایک ڈاکٹر ہے ایک نے اب اپنی فیکٹری شروع کی
ہے لاکھوں میں کھیل رہا ہے مگر نہیں جب آپ امیر ہوتے
ہیں تو اپنے لیے اچھا ہی سوچتے ہیں اب تم لوگ بھی کہتے
ہو گے تمہاری جو بھابھیاں آئیں وہ کم از کم لاکھوں کا چیز تو
ضرور لائیں۔ جبکہ وہ ماہِ برہم نہ تو اس کا باب ہے نہ بھائی۔
جبکہ طلحہ میرا اکلوتا بیٹا ہے میرے بھی کچھ ارمان ہیں
اچھی صورت کا کیا ہے کوئی نینیت بھی تو ہو پھر سو میہ میں
کوئی برائی نہ تھی اس کا بھائی امریکہ میں بہت اچھی پوسٹ
پر ہے۔"

ان کی باتوں پر تانیہ کا حوصلہ جواب دے گیا۔

"بس بہت ہو گیا آئی! آپ کو ماہِ برہم کے بارے میں
ایسے بات کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ماہِ برہم میں سحر سے
زیادہ عزیز ہے اور جہاں تک تیمور اور سلمان کی بات ہے
اگر ماہِ برہم کی شادی ان میں سے کسی سے بھی ہو جائے تو
ہماری خوش قسمتی ہے۔ طلحہ کو میں اچھا لڑکا سمجھتی تھی
لیکن آپ خود ہی اس کے اتنے افسوس زبنا چکی ہیں جبکہ
کسی سو میہ کے ساتھ وہ میری ہی بھی تھا۔ اگر یہی بات ہے تو
ہمیں معاف کیجئے ہم طلحہ کے ساتھ ماہِ برہم کی شادی
نہیں کر سکتے۔" تانیہ کے اس طرح غصے میں آنے سے
شہلا قدرے گھبرا گئیں۔

"ارے بیٹا میں نے ایسے ہی ایک بات کی ہے سو میہ تو

بس ایسے ہی۔" انہیں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ بات کیسے
سنجھا لیں۔

"مجھے تو خود ماہِ برہم بہت پسند ہے۔" پہلے کے برعکس
اب ان کا لہجہ اور الفاظ یکسر بدل گئے تھے۔ لیکن ماہِ برہم کا
پورا وہود زلتوں کی زد میں آیا تھا۔ کیوں میں ڈالی ہوئی
چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ وہ تیزی سے ٹٹنی اور سامنے
لٹریے تیمور کو دیکھ کر اس کی رہی سہی بہت بھی جواب
دے گئی۔ یکدم اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے کا پتے لگی۔
تیمور نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر اس کے ہاتھوں
کو دیکھا اور آگے بڑھ کر ٹرے تھا سہلی۔ وہ تیزی سے باہر کی
طرف بھاگی۔ اندر آتے طلحہ کو دیکھ کر وہ ہیں رک گئی۔
"یہاں آتے وقت میں نے یہی دعا کی تھی آپ مل
جائیں۔ مجھے نہیں پتا تھا وہ وقت قبولت کا ہے۔" وہ
شرارت سے بولا تو وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"ماہِ برہم! آپ ٹھیک تو ہیں۔" اس کے انداز پر وہ چونکا۔
اس نے تیزی سے اس پر سے نظریں ہٹائیں اور گیٹ کی
طرف بڑھنے لگی۔

"ماہِ برہم!" اس نے پکارا لیکن وہ تیزی سے گیٹ کی
طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ ابھی صورت حال سمجھنے کی کوشش
کر رہا تھا جب تیمور تیزی سے اس کے قریب سے گزر کر ماہِ
برہم کے پیچھے بھاگا۔ وہ گیٹ کھول رہی تھی جب تیمور نے
اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"مجھے گھر جانا ہے۔"

"ابھی کچھ دیر میں چلتے ہیں۔" تیمور نے اسے اندر لے
جانا چاہا لیکن وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر باہر نکل گئی اور اسی
تیزی سے تیمور بھی باہر نکلا۔

"مانی! گاڑی میں بیٹھو۔" تیمور نے گاڑی اس کے
قریب روکتے ہوئے کہا تو وہ بغیر کسی بحث کے گاڑی کا
پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ تیمور بار بار مر سے اسے دیکھ
رہا تھا لیکن سارا راستہ اس نے ایک بار بھی سر نہیں اٹھایا
تھا۔ گاڑی رکتے ہی وہ تیزی سے اتری دروازہ کھولتے ہی وہ
تیزی سے اندر داخل ہوئی اور اسی تیزی سے تیمور اس کے
پیچھے آیا تھا لیکن اس نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی
دروازہ ہلاک کر دیا۔

"مانی! دروازہ کھولو۔" کچھ سیکنڈز بعد اس نے تیمور کی

آ رہا تھا وہ بات کیے
 "پہلے کے پر عکس
 تھے۔ لیکن ماہ رخ کا
 کیوں میں ڈالی ہوئی
 پٹنی اور سامنے
 کی اہمیت بھی جواب
 نہ دے کا اپنے گئی۔
 کہ اس کے ہاتھوں
 وہ تیزی سے باہر کی
 وہ وہیں رک گئی۔
 کی گئی آپ مل
 لیت کا ہے۔" وہ
 سے اسے دیکھنے لگی۔
 انداز پر وہ چونکا۔
 گائیں اور گیٹ کی
 کی سے گیٹ کی
 بچنے کی کوشش
 بے گزر کہہ
 گئی جب تیمور نے
 نے اسے اندر لے
 ہر نکل گئی اور اسی
 نے گاڑی اس کے
 بچٹ کے گاڑی کا
 رمر سے اسے دیکھ
 رنجی سر نہیں اٹھایا
 روانہ کھولتے ہی وہ
 سے تیمور اس کے
 داخل ہوتے ہی
 اس نے تیمور کی

توازی سنی تھی۔ تیمور پکارا ہاں مگر کچھ دیر بعد
 خاموشی چھا گئی۔ ساتھ ہی اس پر طاری خاموشی ٹوٹ گئی
 تھی۔ وہ روزانہ سے ہٹ کر کھینچنے کے سامنے آئی۔
 "کیا میں اتنی بری ہوں کہ میں کسی کو پسند نہیں بن
 سکتی؟" بس کو میں نے چاہا اس نے مجھے ہٹا دیا اور اب
 ایک بار پھر میں ٹھکرالی جاؤں گی۔ کیا میں یتیم ہوں تو یہ میرا
 تصور ہے۔ ساری ذات میرے نصیب میں کیوں لکھ دی
 یارب۔" وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر
 روئی۔ جانے کتنی ہی دیر گزر گئی پھر منہ سے آئی برتنوں
 کی آواز پر وہ باہر نکل آئی تھی۔ رخشندہ برتن دھو رہی تھیں
 اسے دیکھ کر انہوں نے غل بند کر دیا اور تیزی سے اس کی
 طرف آئیں۔
 "کیا بات ہے بیٹا! طبیعت زیادہ خراب ہے۔" انہوں
 نے اس کی سوچی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر پوچھا تو اس نے سر
 نگی میں ہلادیا۔
 "وہاں سے کیوں آگئی تھیں؟ تیمور الگ پریشان تھا۔"
 وہ اب بھی کچھ نہیں بولی۔
 "کھانا نکالوں۔" اس نے پھر سر نگی میں ہلایا تو وہ قدرے
 تشویش سے اس کی طرف بڑھیں۔
 "ماہ رخ! بیٹا کیا بات ہے؟" انہوں نے ہاتھ سے اس
 کے چہرے کو چھوا تو وہ غور سے ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔
 "امی! یتیم ہونا بہت بری بات ہے۔" اس کے سوال پر
 وہ حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگیں کچھ پل کے لیے تو وہ
 جواب دینے کے قابل نہیں رہیں۔
 "امی! جن کے باپ نہیں ہوتے وہ کیا کرتے ہیں؟"
 "ماہ رخ!" رخشندہ نے پریشانی سے اس کا چہرہ دیکھا
 جہاں پر لٹی ہی دیر لٹی تھی۔
 "ہاں میں ناامی! اگر کسی کا باپ نہ ہو تو اس کا سارا
 کون بنتا ہے۔ اس کا بھائی؟ اور اگر بھائی بھی نہ ہو تو؟"
 اس کے سوال انہیں پریشان کر رہے تھے۔
 "ماہ رخ! کیا ہو گیا ہے بیٹا؟" انہوں نے بے ساختہ
 اسے گھٹے لگا دیا تو وہ زور زور سے رونے لگی رخشندہ نے آج
 بہت عرصہ بعد اسے اس طرح روئے دیکھا تھا۔
 "امی! لپٹا کو مجھے چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا اگر وہ چلے
 گئے تھے تو بڑے پیانا مجھے چھوڑ کر نہ جاتے۔ اب میں انہیں
 کیسے کون بڑے پیانا آپ کی ماہ رخ کو آپ کی ضرورت سے
 صرف ایک آپ تھے جو مجھے پیار کرتے تھے اور کسی کو

میری ضرورت نہیں۔" ماہ رخ کے آنسوؤں میں روانی آ
 گئی تھی اور سیرھیوں میں کھڑا تیمور تیزی سے پیچھے کی
 طرف پلٹا تھا۔ گاڑی اسٹارٹ کر کے وہ باہر نکل گیا۔
 * * *
 "کیا بات ہے تم کھانا نہیں کھا رہے؟" وہ چاول پلیٹ
 میں ڈالے ان میں کچھ کھارہا تھا۔ تیمور نے چونک کر ان کی
 طرف دیکھا اور کھانا شروع کر دیا۔
 "امی! آپ کا فون ہے۔" سلمان نے ان کے سامنے
 بیٹھے ہوئے کہا۔
 "بھائی! آپ کو میرا کام یاد ہے نا۔" حلیمہ کے اٹھتے ہی
 سلمان نے سرگوشی کے انداز میں تیمور سے کہا تو اس نے
 سر ہلادیا۔
 "بھائی! یہ کیا کہہ رہا ہے؟" اس کی سرگوشی پر سحر کے
 کان کھڑے ہو گئے تھے۔
 "میرا اور بھائی کا پرستل معاملہ ہے۔" وہ جلدی سے بولا
 حلیمہ کے بیٹھے ہی سلمان نے تیمور کو اشارہ کیا۔
 "امی! میرا خیال ہے سحر کے ساتھ سلمان کی منگنی نہ کر
 دیں؟" حلیمہ نے چونک کر پہلے تیمور کو اور پھر سلمان کو
 دیکھا جس کے پورے دانت باہر نکل رہے تھے۔
 "میرا داغ خراب نہیں ہوا کہ بڑا ابھی کنوارا بیٹھا ہے
 اور میں چھوٹے کی کروں۔"
 "امی! یہ تو زیادتی ہے بھائی کا تو کوئی پروگرام ہی نہیں
 شادی کا تو میں کب تک بیٹھا رہوں۔" اس کے بچوں
 والے انداز پر حلیمہ نے گھور کر اسے دیکھا۔
 "تم لڑکی ہو کہ تمہاری عمر نکلی جا رہی ہے؟" حلیمہ کے
 گھر کئے پر سحر کی ہنسی چھوٹ گئی۔ تیمور بھی مسکرانے لگا تو
 سلمان غصے سے سر جھٹکا کر کھانا کھانے لگا۔
 "پہلے سحر اور ماہ رخ کی تو ہو جائے۔ ابھی شمسلا کا فون تھا
 وہ طلحہ کے لیے ماہ رخ کو مانگ رہے ہیں مجھے تو لڑکا پسند
 ہے اب رخشندہ سے بات کرتی ہوں وہ کیا کہتی ہے۔"
 "اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" حلیمہ اٹھنے لگیں جب
 انہوں نے تیمور کی سنجیدہ آواز سنی۔ اس کی آواز میں ایسا
 کچھ تھا کہ سلمان اور سحر بھی اس طرف متوجہ ہو گئے۔
 "کیا مطلب؟" حلیمہ نے ابھمن بھری نظروں سے
 تیمور کو دیکھا۔
 "ہمیں ماہی کی شادی وہاں نہیں کرنی۔"

"لیکن کیوں تیور وہ لوگ ہر لحاظ سے اچھے ہیں۔" وہ بیٹے کا انداز سمجھنے سے قاصر تھیں۔

"میں نے کمانا ای ماہی کی شادی وہاں نہیں ہو سکتی، آپ انہیں انکار کر دیں۔" آپ کہ وہ کچھ سختی سے بولا تو سحر اور سلمان نے حیرت سے پہلے تیور کو اور پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تیور! اتنے اچھے رشتے سے میں انکار نہیں کر سکتی انکار کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہیے۔" وہ بھی اب غصے میں بولیں۔

"آخر کیوں کروں انکار؟" انہوں نے جھنجھلا کر تیور کو دیکھا۔

"کیونکہ ماہی سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔" تیور کی بات پر بانی پیتے سلمان کو زبردست اچھو لگا۔ جبکہ منہ تک لے جانے والا صحیح محرکے ہاتھ میں رو گیا۔

"میرا خیال ہے یہ وجہ آپ کے لیے کافی ہوگی۔ آپ چچی جان سے بات کریں۔" وہ گرسی دھکیل کر ڈاکٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔ جبکہ کمرے میں بیٹھے وہ تینوں نفوس اپنی جگہ حیران تھے۔



"ای! آخر حیرت تھی آپ نے اتنی ایمر جنسی میں بلایا ہے۔" تانیہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی پریشانی سے ماں کی شکل دیکھی تو انہوں نے اسے طلحہ کے پروپوزل کے بارے میں بتایا۔

"جانتی ہوں۔" وہ بیزار سی بولی۔

"وہ وہ تیور کہتا ہے کہ وہ ماہ رخ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

"کیا؟" تانیہ چینی پھر نچلا ہونٹ دانتوں کے نیچے دبا کر ہنس دی۔

"میں بھی کبھی کل موصوف غصے میں لال پیلے کیوں ہو رہے تھے؟ اس نے جیسے کسی بات کا مزہ لیا۔

"وہ کہتا ہے وہ لوگ ماہ رخ کے قابل نہیں۔" حلیمہ نے جیسے تانیہ کی بات سنی ہی نہیں تھی۔

"کہہ تو ٹھیک رہا ہے، ویسے بھی ای ماہ رخ اور تیور ایک دوسرے کے ساتھ جتنا خوش رہ سکتے ہیں کسی اور کے ساتھ نہیں۔"

"وہ تو ٹھیک ہے تانیہ! ماہ رخ سے زیادہ مجھے کوئی عزیز

نہیں لیکن میں سوچتی ہوں کہیں رخشندہ کو پرانہ لگے، ہج نہیں اچھا لگے تیور کو کیا ہو گیا ہے جب میں کتنی تھی کوئی لڑکی سے تو تیار وہ تب بولتا نہیں تھا اب ماہ رخ کی بات طے ہونے لگی ہے تو اس کا نام لے لیا۔" وہ جھنجھلا تے ہوئے بولیں۔

"ای! آپ چچی جان سے بات تو کریں، ویسے پایا کی بھی یہی خواہش تھی۔" حلیمہ نے چونک کر تانیہ کو دیکھا۔

"جب مومن پیدا ہوا تھا تو تیور اور ماہ رخ ساتھ کھڑے تھے تب پایا نے مجھ سے کہا تھا میری خواہش ہے کہ یہ دونوں سدا ایسے ہی ساتھ رہیں تب میں ابھی تیرا ان ہوتی تھی۔ لیکن پایا کا فیصلہ بالکل ٹھیک تھا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو یقیناً وہ تیور کی یہ خواہش ضرور پوری کرتے۔" حلیمہ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔



"بھابھی! آپ نے مجھے بلایا۔" کمرے میں داخل ہوتی ہوئی رخشندہ نے قدرے حیرت سے تانیہ کو دیکھا۔

"رخشندہ! طلحہ کے گھر والوں نے ماہ رخ کا رشتہ مانگا ہے۔" ان کے بیٹھے ہی حلیمہ نے کہا۔

"تو بھابھی! اگر آپ کو پسند ہے تو ٹھیک ہے۔" انہوں نے حیرت سے ان دونوں کے ضرورت سے زیادہ سنجیدہ چہروں کو دیکھا۔

"رخشندہ! ایک پروپوزل اور بھی ہے اگر تم پرانہ مانو تو؟" حلیمہ کے کہنے پر رخشندہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگیں۔

"ہم سب چاہتے ہیں کہ ماہ رخ کی شادی تیور سے ہو جائے۔" حلیمہ کی بات پر رخشندہ پر جیسے شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ ان کی خاموشی پر حلیمہ نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

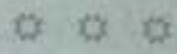
"رخشندہ! میں تمہیں مجبور نہیں کرتی لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ یہ ہم سب کی خواہش ہے۔" رخشندہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

"بھابھی! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں میں انکار کیوں کروں گی۔ تیور سے بڑھ کر میرے لیے اور کون ہو سکتا ہے۔ اور مجھے کیا چاہیے کہ میری بیٹی سدا میری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔" وہ رو بھی رہی تھیں اور مسکرا بھی رہی تھیں۔

"لیکن آپ نے تیور سے پوچھا؟" انہوں نے رک

میں رخشندہ کو برا نہ کہے
 ہے جب میں کتنی غمی کو
 تھا اب ماہ رخ کی ہاتھ لے
 لیا۔ "وہ جھپٹاتے ہوئے
 تو کریں ویسے پاپا کی بھی
 کرنا یہ کو دیکھا۔
 پور اور ماہ رخ ساتھ کھڑے
 کی خواہش ہے کہ یہ دونوں
 میں ابھی حیران ہوتی تھی۔
 اگر وہ زندہ ہوتے تو یقیناً
 رہی مرنے۔ "علیہ کی
 کمرے میں داخل ہوتی
 سے تائیہ کو دیکھا۔
 نے ماہ رخ کا رشتہ مانگا
 کہ
 تو ٹھیک ہے۔ "انہوں
 صورت سے زیادہ سنجیدہ
 ہے اگر تم برائے مانو تو؟
 غموں سے انہیں دیکھنے
 کی شادی تیور سے ہو
 جیسے شادی مرگ کی
 خوشی پر علیہ نے سراخا
 میں کرتی لیکن اتنا ضرور
 ہش ہے۔ "رخشندہ کی
 میں انکار کیوں کروں
 کو کن ہو سکتا ہے۔ اور
 کی آنکھوں کے سامنے
 مگر ابھی رہی تھیں۔
 "انہوں نے رک

کر علیہ کا چہرہ کھتا تو وہ مسکرائیں۔
 "جی جان اظہر کریں اسی کے کہنے پر توبہ کی ہے۔"
 تائیہ نے اطمینان والا تورا رخشندہ نے جیسے اطمینان کا سانس
 لیا۔
 "ماہ رخ میری اپنی بیٹی ہے مجھے تم سے پوچھنے کی
 ضرورت نہیں اس لیے ہم حجر کے ساتھ اسے بھی انگوٹھی
 پٹاؤں گے۔" علیہ کے حتمی انداز پر رخشندہ طمانیت
 سے مسکرائیں۔



رخشندہ کے منہ سے لگنے والے الفاظ اس کے سر پر کسی
 ہم کی صورت میں پھینے تھے۔ کتنی دیر تک وہ چھٹی چھٹی
 نظروں سے ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔ تو وہ اس کی کھلی آنکھوں
 میں دیکھ کر مسکرائیں۔
 "بھابھی نے طلحہ کا بھی ذکر کیا تھا لیکن تیور کے
 ہوتے ہوئے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔" انہوں نے
 اسے دیکھ کر جیسے تائید چاہی تھی وہ ایک جھٹکے سے حواسوں
 میں آئی۔
 "ای اچھے تیور بھائی سے شادی نہیں کرنی۔" وہ بڑی
 سنجیدگی سے بولی۔ رخشندہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔
 "تو کیا تم طلحہ سے شادی کرنا چاہتی ہو؟" رخشندہ کی
 کاٹ دار آواز پر وہ گھبرا گئی۔
 "میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" وہ دھیمی آواز میں بولی۔
 "تو پھر؟" ان کے لہجے کی سختی میں کوئی فرق نہیں آیا
 تھا۔ وہ جواب دینے کی بجائے خاموشی سے بیہل کی طرح
 کھرتے لگی۔
 "تمہاری شادی تیور سے ہی ہوگی۔" رخشندہ کے دو
 ٹوک انداز پر وہ بے بسی انہیں دیکھنے لگی۔
 "آپ کہیں بھی میری شادی کر دیں لیکن تیور بھائی
 سے نہیں۔" وہ اب ذرا غصے سے بولی۔
 "میں نے تم سے رائے نہیں مانگی تھی اپنا فیصلہ سنایا
 ہے۔" رخشندہ اٹھ کر چل دیں۔ غصے کی شدید لہر اس نے
 اپنے اندر اتنی محسوس کی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر ان کے
 پیچھے کچن میں چلی آئی۔
 "ای! میں آپ کے اس فیصلے کو نہیں مانتی۔" اس کی
 بد تیزی پر رخشندہ نے کہا جانے والی نظروں سے اسے
 ٹھورا۔

"تم چاہتی کیا ہو؟" وہ جیسے ہارنے لگیں۔
 "میں بس تیور بھائی سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"
 اس کی ایک ہی رت تھی۔
 "ماہ رخ اپنا یہ کیا پھینچا ہے۔" انہوں نے قریب آ کر
 اس کا چہرہ قمام لیا۔
 "بھابھی نے کتنے مان سے مجھ سے بات کی ہے تیور کی
 یہ خواہش ہے۔ تمہارے بڑے پاپا ایسا چاہتے تھے تم اتنے
 لوگوں کی خواہش کو ٹھکراؤ گی؟ سب لوگ تم سے بہت
 پیار کرتے ہیں۔" رخشندہ کے سمجھانے پر بھی اس کے
 تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ پھر گویا ہوئیں۔
 "طلحہ کے بارے میں میں نے بہت کچھ سنا ہے ہو
 سکتا ہے وہ غلط ہو لیکن یہ تو طے ہے کہ اس کی ماں تمہیں
 پسند نہیں کرتی۔ تم وہاں ہمیشہ ان چلتی رہو گی اور ان چاہا
 ہونا کیا ہوتا ہے اس کا درد میں جانتی ہوں تم نے ساری عمر
 پیار سمیٹا ہے تم ان کا رویہ برداشت نہیں کر سکو گی۔ یہاں
 تم سب کو جانتی ہو سمجھتی ہو سب تم کو سمجھتے ہیں لیکن
 ان لوگوں کے بارے میں تم کیا جانتی ہو۔ شادی کے بعد
 بہت سی باتوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور تم وہاں ایڈجسٹ
 نہیں ہو سکو گی۔"
 "میں ایڈجسٹ کر لوں گی۔" وہ بدستور اسی لہجے میں
 بولی تو رخشندہ نے غصے سے اسے دیکھا۔
 "میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ تمہاری فضول ضد کے
 لیے میں اپنوں کو ناراض نہیں کر سکتی۔" وہ کہہ کر پیش تو
 ماہ رخ نے گلاس اٹھا کر سامنے دیوار پر دے مارا جو دیوار سے
 لگتے ہی زوردار آواز کے ساتھ ٹوٹ گیا۔ وہ چونک کر پیش۔
 "تم جو بھی کر لو میرا فیصلہ نہیں بدلے گا۔" رخشندہ بھی
 آج جیسے ضد میں آگئی تھیں۔
 آپ بھی جو چاہیں کر لیں میں کبھی بھی تیور بھائی سے
 شادی نہیں کروں گی۔ "اتنی بد تیزی پر وہ ہکا بکا اس کا منہ
 دیکھنے لگیں اگلے ہی پل انہوں نے پھینچوں سے اس کا چہرہ
 سرخ کر دیا۔
 "یہ کیا کر رہی ہیں جی جان؟" تیور نے ایک دم آگے
 بڑھ کر انہیں روکا۔ جہاں وہ جو تھیں وہیں ماہ رخ غصے سے
 اکھڑ گئی۔
 "آپ آگے تراشا دیکھئے آپ کو تو بہت خوشی محسوس ہو
 رہی ہو گی ڈوسروں کو تکلیف دے کر ویسے بھی آپ بہت

خوش ہوتے ہیں۔" رخشندہ پریشان نظروں سے اس کا
گستاخانہ انداز دیکھتے لگیں۔

"تیور تم مجھے چھوڑو۔" انہوں نے خود کو تیور سے
چھڑوانے کی کوشش کی جس نے انہیں مضبوطی سے قلم
رکھا تھا۔

"پلیز چچی ابا تھ مت اٹھائیں آرام سے بات کریں وہ
مجھ جائے گی۔"

"بھئی نہیں سمجھوں گی میں آپ کی باتوں سے اسی
امپر بس ہو سکتی ہیں میں نہیں۔ کس بنا پر آپ نے مجھ سے
شادی کی بات کی آپ ہوتے کون ہیں میرے لیے بات
کرنے والے۔" اس کا انداز ایسا تھا جسے ابھی اس کا گلا دبا
دے گی۔ تیور کے سامنے اتنی بد تمیزی پر رخشندہ اندر تک
شرمندہ ہو گئیں۔ بے بس سی ہو کر وہ تیور کے ساتھ لگ
کر رونے لگیں۔

"اللہ ایسی اولاد کسی کو نہ دے۔ اچھا ہوا اس کا باب مر
گیا کم از کم وہ تو اس کی بد تمیزی نہیں دیکھ سکا۔ اللہ نے مجھے
پتا نہیں کیوں زندہ رکھا ہے مجھے بھی اپنے پاس بلا لے تو
اچھا ہے۔" تیور نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھا
لیکن وہ کسی بھی چیز کی پروا کیے بغیر اپنے کمرے میں آگئی۔
کچھ دیر بعد آہٹ پر اس نے دروازے کی سمت دیکھا اور
تیور کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔

"آپ کیوں آئے ہیں جائیں یہاں سے۔" لیکن وہ
دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"سنا نہیں آپ نے۔" وہ غرائی۔ تیور کی مسکراہٹ
کچھ اور گہری ہو گئی اور اس کی بل بل گہری ہوتی مسکراہٹ
جلتی ریتیل کا کام کر رہی تھی۔ وہ دروازے کے سامنے اس
طرح پھیل کر کھڑا تھا کہ وہ باہر بھی نہیں نکل سکتی تھی۔
"تم مجھ سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتیں؟" تیور کے
سوال پر اس نے قہر بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ میں آپ سے نفرت کرتی ہوں۔" وہ ایک ایک
لفظ پر زور دے کر بولی تو وہ ہنس پڑا۔

"اچھا لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تم نے تو کہا تھا
کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔"

"ابو اس کی بھی میں نے لعنت بھیجتی ہوں میں اپنے
الفاظ پر اور معافی مانگ چکی ہوں آپ سے پلیز میری جان
چھوڑ دیں۔" وہ جیسے آن پائل ہو گئی تھی۔ وہ کچھ دیر اسے
دیکھتا رہا۔

"لیکن میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" ماہر شاہ نے
ظہر انداز میں مسکرا کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"میں جانتی ہوں آپ یہ کیوں کر رہے ہیں لیکن مجھے
آپ کی بھر پوری اور ترس کی کوئی ضرورت نہیں۔ باقی
آپ یہ قربانی دے رہے ہیں۔ تمہیں آپ کو پسند کرتی ہوں
نہ آپ پھر کیوں آپ اپنی زندگی برباد کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی
پسند کی کسی لڑکی سے شادی کریں اور خوشی سے زندگی
گزاریں۔ لیکن لگتا ہے آپ کو قربانی دینے کی عادت ہو
چکی ہے۔ لیکن آپ کی اس قربانی سے کسی کو خوشی نہیں ہو
گی۔ ہاں آپ کی اہمیت میں اضافہ ضرور ہو جائے گا۔ لوگ
کہیں گے دیکھو تیور نے کتنی نیکی کا کام کیا ہے۔ ایک جیم
بے سار لڑکی سے شادی کر لی۔ جس کا باپ نہیں تھا جو
اسے شاندار جینز دے سکتا۔ آپ کو اپنی تعریفیں سننے کی
عادت ہو چکی ہے ہے نا۔" وہ سفائی کی حد تک بے رحم ہو
چکی تھی۔ اس دوران پہلی بار تیور کے ہونٹوں سے
مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

"لیکن قربانی دینا میری عادت نہیں۔ میں آپ سے
شادی نہیں کروں گی۔ سب یہی کہیں گے نا کہ ماہر شاہ بری
ہے تو میں بری ہی ٹھیک ہوں۔" وہ کچھ دیر سنجیدگی سے اس
کا چہرہ دیکھتا رہا پھر ایک دم باہر نکل گیا۔

اس بات کو تین دن گزر گئے تھے اور تب سے اب تک
وہ سو دفعہ رخشندہ سے معافی مانگ چکی تھی لیکن وہ تو جیسے
اس کی شکل دیکھنے کی روادار نہیں تھیں۔



کل تانیہ زبردست طریقے سے اس کی کا اس لے کر گئی
تھی تب سے وہ پشیمان تھی۔ ایک شخص کے لیے اس نے
اپنے پیاروں کو ناراض کر دیا تھا۔ سلمان اور سحر کو اس بات
کا علم نہیں تھا لیکن حلیمہ کو شاید اس کی بھٹک پڑ گئی تھی۔
انہوں نے اس سے تو کچھ نہیں کہا تھا لیکن کل سے ان کی
طبیعت سخت خراب تھی اور وہ اور یا لگوں کی طرح پکرائی
پھر رہی تھی۔ تھک ہار کر وہ نیچے اتر آئی۔ اندر کا منظر دیکھ کر
وہ لرز اٹھی۔ سامنے بیڈ پر حلیمہ لیٹی تھیں ان کے دائیں
طرف سحر کھڑی تھی بائیں طرف تیور اور سلمان کھڑے
تھے۔ جبکہ بیڈ کی دوسری طرف تانیہ اور رخشندہ بیٹھے
تھے۔ آج سے تقریباً ساڑھے تین سال پہلے بھی اس نے
کچھ ایسا منظر ہی دیکھا تھا۔ جہاں بیڈ پر منظر صاحب بیٹھے تھے۔

اس نے اپنے اندر ایک خوف اترتا محسوس کیا۔
 اسے دیکھتے ہی ماتیہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔ رخشندہ نے
 غصے سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ جبکہ تیمور کا چہرہ کسی
 قسم کے باثر سے خالی تھا وہ جا کر ان کے قریب بیٹھ گئی۔
 "بڑی امی!" اس کے پکارنے پر انہوں نے آنکھیں
 کھول کر اسے دیکھا اور کتنی دیر تک اسے دیکھتی رہیں۔
 ان کی آنکھوں میں بے شمار شکوے تھے دکھ تھا۔ اس نے
 بے اختیار اپنا سر ان کے کندھے پر رکھ دیا۔ ان کے اشارہ
 کرنے پر سحر اور سلمان باہر نکل گئے جبکہ تیمور اور رخشندہ
 وہیں تھے۔

"میں تو آج تک یہی سمجھتی رہی ماہ رخ! کہ تم ہم سے
 بت پار کرتی ہو۔ میں نے تو بڑے مان سے تمہارا نام لیا
 تھا۔" حلیمہ کی بات پر کئی آنسو اس کی آنکھوں سے نکلے
 تھے۔ اس نے نظریں اٹھائیں تو اس کی نظر سامنے کھڑے
 تیمور پر پڑی۔ اس نے آنکھوں کا زاویہ بدل کر اپنا سر ان
 کے کندھے سے اٹھایا۔ اسے روٹا دیکھ کر انہوں نے ہاتھ
 سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"ماہ رخ! میں نے تمہیں ہمیشہ سحر اور ماتیہ سے زیادہ پیار
 کیا ہے تمہاری خوشی سے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔ اگر تمہیں
 لگتا ہے تم طلحہ کے ساتھ زیادہ خوش رہ سکتی ہو تو ہم
 طلحہ کو ہاں کر دیتے ہیں۔" اس کا سر لٹی میں ہلا تو حلیمہ
 نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"تو کیا تم میرے تیمور کی دلہن بنو گی؟" ان کے سوال
 پر وہ خاموش رہی اس دوران رخشندہ کا رواں رواں اس کی
 طرف متوجہ تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے دوبارہ اپنا سر ان کے
 کندھے پر رکھ دیا تو جہاں رخشندہ نے بے اختیار گہرا سانس
 لیا وہیں حلیمہ نے آسودگی سے مسکرا کر اپنا ہاتھ اس کے
 سر پر رکھ دیا۔



اس کے ہاں کرتے ہی منگنی کی تیاریاں زور و شور سے
 شروع ہو گئیں وہ چپ چاپ سب دیکھ رہی تھی۔ تیمور
 نے منگنی کا سوٹ خود اس کے لیے پسند کیا تھا جو کالی بھاری
 تھا وہ سب اس پر تبصرہ کر رہے تھے تو جیسے سے وہاں سے
 اٹھ گئی۔ لاؤنج سے گزرتے ہوئے مسئلہ فون کی بجتی
 ہوئی نکلنے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی تھی۔
 "ہیلو۔" اس کے بولنے پر دوسری طرف خاموشی تھی۔

"ماہ رخ! آپ نے انکار کیوں کیا؟" کچھ دیر بعد اس نے
 طلحہ کی آواز سنی۔ کچھ لمحوں کے لیے وہ بول ہی نہیں
 سکی۔

"میں نے انکار نہیں کیا، آپ کی امی نہیں چاہتی
 تھیں۔"

ماہ رخ! میں جانتا ہوں لیکن وہ مجھ سے بہت پیار کرتی
 ہیں میں انہیں منالینا کیا اب کچھ نہیں ہو سکتا؟" اس
 کے پوچھنے پر وہ ہونٹ چبانے لگی۔

"میں جانتا ہوں کل آپ کی منگنی ہے لیکن پھر بھی میں
 آپ کا انتظار کروں گا اگر آپ چاہیں تو۔" طلحہ کی
 آخری بات پر وہ ساکت ہوئی تھی۔ لان کی بیڑھیوں پر بیٹھ
 کر اس نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھ دیا۔ اس دن صرف ایک
 لمحے کے زیر اثر وہ ماں کر بیٹھی تھی۔ لیکن طلحہ کے فون
 کے بعد وہ عجیب کشمکش کا شکار ہو گئی تب ہی کوئی اس کے
 قریب آ کر بیٹھا تو اس نے سر اٹھا کر اپنے دائیں طرف
 دیکھا۔ تیمور کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ تیزی سے اٹھی
 اور اسی تیزی سے تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دوبارہ
 بٹھالیا۔

"تیمور بھائی۔" وہ جھنجھلائی۔
 "بھائی؟ اب تو بھائی کہنا چھوڑ دو۔" وہ شرارت سے
 مسکرایا تو ماہ رخ نے دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دبا
 اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔

"اب تمہارے منہ سے تیمور سننے کو دل چاہتا ہے۔"
 "آپ کو حسرت ہی رہے گی۔"

وہ اب بھی ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی اچانک
 اس نے اپنے ناخن اس کے ہاتھ پر گاڑ دیے۔ تکلیف پر
 اس نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا اور دوسرے ہاتھ سے
 اس کا وہ والا ہاتھ بھی تھام لیا۔

"انتا غصہ ماتیہ؟"

"ماہ رخ! نام ہے میرا۔" وہ جیسے غرائی۔
 "میری تو تم ماتیہ ہو۔" تیمور نے شرارت سے اس کے
 سر پر ہاتھ رکھا۔

"آپ کو کوئی حق نہیں مجھے ماتیہ کہنے کا۔"
 "کل یہ حق بھی میں لے لوں گا۔" اب ماہ رخ نے
 نظریں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"غلط قسمی ہے آپ کی۔ منگنی کوئی ایسا رشتہ نہیں جس
 سے آپ کو کوئی حق مل جائے گا آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں

اگر انگوٹھی پہن لوں گی تو آپ سے شادی بھی کر لوں گی۔
 کبھی نہیں میں یہ منگنی ہی توڑوں گی شاید تین سال پہلے
 اپنی ہی ہوئی باتیں آپ بھول چکے ہیں۔ لیکن میں نہیں
 بھولی آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے پھر بھی شادی کرنا
 چاہتے ہیں۔ میں جانتی ہوں کیوں کیونکہ اس دن آپ نے
 طلحہ کی امی کی باتیں سن لی تھیں اور آپ کو مجھ پر ترس آ
 گیا ہو گا۔ لیکن مجھے آپ کے ترس کی کوئی ضرورت
 نہیں۔ میں کسی ایسے شخص کے ساتھ ساری زندگی نہیں
 گزار سکتی جس سے میں نفرت کرتی ہوں۔" وہ اس کی
 آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بڑی بے خونی سے بول رہی تھی۔
 وہ مسکرایا اور اپنے ہاتھوں میں دے اس کے ہاتھوں کو اس
 قدر زور سے دبا یا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ اس کی آنکھیں خود
 ہی جھک گئیں اس نے ڈیڈبالی آنکھوں سے دوبارہ اس کی
 طرف دیکھا۔

"تمہاری بد تمیزی کا انعام ہے یہ۔" تیمور نے اس کے
 ہاتھ چھوڑ دیے تو اس نے سرخ ہوتے ہوئے ہاتھوں کو
 دیکھا۔

"آپ درد کے علاوہ اور دے بھی کیا سکتے ہیں۔" وہ
 روتے ہوئے بولی اور تیزی سے اندر کی طرف بھاگ گئی۔
 منگنی کا انتظام ہال میں تھا سو بیوی پارلر سے وہ اور
 سحریدھے ہال میں پہنچے تھے۔

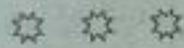
"میری بیٹیاں تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔" حلیمہ نے
 دونوں کو پیار کرتے ہوئے کہا تو سحران کے گلے لگ کر رو
 پڑی۔ جبکہ وہ خود بھی ابدیدہ ہو گئیں۔ ماہ رخ کی نم آنکھیں
 دیکھ کر انہوں نے اسے بھی گلے لگالیا۔

"ای! تانیہ تیزی سے اندر داخل ہوئی اس کے ساتھ
 سلمان اور رخشندہ بھی تھے۔ تانیہ نے آہستہ سے ان کے
 کان میں کچھ کہا تو وہ پریشانی سے اس کی شکل دیکھنے لگیں۔
 "یہ لڑکا تو بالکل پاگل ہو گیا ہے۔" اس کے ساتھ وہ
 چاروں باہر نکل گئے بحر اور ماہ رخ نے حیرانی سے ایک
 دوسرے کو دیکھا۔ سبھی شرجیل کی بہن اندر آئی وہ سحر کے
 کان میں آہستہ سے کچھ کہنے لگی، کئی خوب صورت رنگ
 اس کے چہرے پر ٹھہر گئے۔ ماہ رخ ایک نلک سے دیکھنے
 لگی کچھ دیر بعد وہ لوگ سحر کو رسم کے لیے باہر لے گئے۔
 تب ہی سلمان اور شیراز کے ساتھ ایک آدمی اندر چلا آیا
 اور ان کے پیچھے تانیہ رخشندہ اور حلیمہ بھی تھے۔ وہ حیرت
 سے انہیں دیکھنے لگی۔ لیکن جب اس آدمی نے تیمور مظفر

کے لیے اس سے اقرار مانگا تو حیرت کی شدت سے اس کی
 آنکھیں معمول سے زیادہ کھل گئیں۔ اس نے اپنی ماں کی
 طرف دیکھا تو وہ اس کے قریب آئیں۔

"میں صرف اتنا کہوں گی کہ میری عزت تمہارے ہاتھ
 میں ہے۔" وہ اتنا دھیمبا بولیں کہ وہ بمشکل سن سکی تھی۔
 کچھ دیر وہ ساکت نظروں سے سامنے بڑے نکاح خانے کو
 دیکھتی رہی، آخر اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے نکاح
 خانے پر سائن کر دیے۔ حلیمہ نے بے ساختہ آگے بڑھ کر
 اس کا ہاتھ چوما اور جب سلمان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو
 وہ بے اختیار دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو پڑی۔ کبھی
 اس نے یہ خواہش کی تھی اور آج حادثاتی طور پر اس کی یہ
 خواہش پوری ہو گئی تھی، لیکن وہ خوش نہیں تھی۔ ایک
 چاند خاموشی تھی اس کے اندر۔ نکاح والے دن واپسی پر
 تیمور نے اس سے کہا تھا۔

"تم نے منگنی توڑنے کی بات کی تھی اور میں نے تم سے
 متعلق تمام حقوق حاصل کر لیے ہیں۔" اور وہ کچھ بھی
 نہیں کہہ سکی تھی۔ وہ حیران تھی کہ وہ تیمور کہاں گیا جو اس
 کی چھوٹی چھوٹی خواہش کا دھیان اس لیے رکھتا تھا کہ اسے
 تکلیف نہ ہو اور اب اس کی آنکھ میں آنسو نہ دیکھ سکنے والا
 وہ شخص اب خود اسے رلا رہا تھا۔ وہ خود کو بہت بے بس
 محسوس کر رہی تھی۔ اب اس کے پاس ایک ہی صورت
 تھی اور وہ راستہ طلحہ تھا۔



وہ تانیہ سے ملنے نیچے آئی تھی لیکن لاؤنج میں سب کو
 اکٹھا بیٹھا دیکھ کر وہ گھبرا کر وہیں کھڑی ہو گئی۔ لیکن مصیبت
 یہ تھی کہ وہ اب نیچے آچکی تھی اور تانیہ بھی اسے دیکھ چکی
 تھی۔ جب سے تیمور کے ساتھ اس کا نکاح ہوا تھا۔ سلمان
 اور سحر نے اس کا ناک میں دم کر رکھا تھا اس لیے وہ ان کے
 سامنے آنے سے کترات تھی۔ وہ سب کو سلام کر کے حلیمہ
 کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اس نے سلمان اور سحر کے چہرے کی
 طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔

"ماہ رخ! تمہارا دیور دیورانی لانے کی باتیں کر رہا ہے۔"
 تانیہ کی بات پر اس نے سلمان کی طرف دیکھا۔
 "بھئی میں تو اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اب بھائی بھی
 شادی کر رہے ہیں اور سارے گھر پر ان کا راج ہے اور ان
 کے دل پر ماہ رخ کا راج ہے اس سے پہلے کہ سب جگہ پر وہ

نہیں لگوانا چاہتی تھی۔

”بھائی! آپ کی گاڑی کا ہارن سنتے ہی ماہ رخ بے اختیار کھڑی ہوتی تھی۔ لیکن اتنے زیادہ ظالم سماج کی موجودگی میں باہر نہیں جاسکی لہذا آپ اس سے مل لیں لیکن بعد میں۔ ہو سکتا ہمارے سامنے آپ روناٹک ڈاڈیلاگ نہ پول سکیں۔“ سلمان کی زبان تیزی سے چل رہی تھی۔ تیمور نے مسکرا کر بڑی بھرپور نظروں سے اس کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ اس کو بغور ماہ رخ کی طرف دیکھتا پکارا تانیہ شرارت سے کھانسی۔

”تیمور! اگر تم کو تو ہم اٹھ جائیں۔“

”نیکی اور پوچھ پوچھ۔“ تانیہ کے پوچھنے پر سلمان تیزی سے بولا۔

”میرا خیال ہے، بھائی شرما رہے ہیں۔“ سحر نے شرارت سے کہا وہ سب جانتے تھے کہ نکاح کے بعد وہ پہلی بار آنے سامنے آئے ہیں اس لیے ان کی شوخیاں عروج پر تھیں۔ جبکہ اس کی جان ہوا ہو رہی تھی۔ وہ ایک دم کھڑی ہوئی۔

”کہاں جارہی ہو؟“ سحر جلدی سے بولی۔

”مجھے نوٹس بنانے ہیں۔“ اس کی آواز کانپنے لگی۔

”بیٹھ جاؤ ماہ رخ! بھائی اتنی دور بیٹھے ہیں اب اتنی دور سے آنکھوں ہی آنکھوں میں تمہیں نکلنے سے رہے۔“ سلمان نے کہنے کے ساتھ اسے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا۔

”ویسے ایک بات تو بتاؤ تم لوگوں کا چکر کب سے چل رہا تھا؟“ سلمان نے اس کے کان کے پاس سرگوشی کی لیکن سرگوشی اتنی بلند تھی کہ سب نے با آسانی سن لی تھی۔ اس نے التجا کرتی نظروں سے اسے دیکھا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

”ویسے ہمیں خود اندازہ کر لینا چاہیے تھا۔ جب بھائی ہر وقت ماہی ماہی کوکتے رہتے تھے اور تم تیمور بھائی تیمور بھائی کرتی رہتی تھیں۔ اب تو شاید تیمور جی یا جان کا اضافہ کرتی ہوگی۔“ سلمان کی بات سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

”امی! میں عروج کی طرف جارہی ہوں۔“ اس نے پگن کے دروازے پہ کھڑے ہو کر ان سے کہا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنے کام میں مگن رہیں وہ کچھ دیر انہیں دیکھنے کے بعد باہر نکل آئی۔ آج ان چاروں سہیلیوں نے عروج کے گھر جمع ہونا تھا۔ ان سب نے اس سے نکاح کی خوشی میں ٹریٹ مانگی تھی۔ جب وہ لان میں

بھا جائے میں اپنی بیوی لے ہی آؤں شاید اسے تھوڑی سی جگہ مل جائے کیوں بھابھی!“ سلمان کے شرارت سے کہنے سب مسکرانے لگے جبکہ وہ پریشان ہو گئی۔ تب ہی مومن بھانسا تو اس کی طرف آیا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

”خالی! آپ میری ماما ہیں۔“ مومن کی بات پر وہ چپ کی چپ رہ گئی جبکہ ان تینوں کے قہقہے بلند ہوئے۔

”مومن! آپ سے کس نے کہا؟“ سلمان نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا۔

”تیمور ماموں نے میں اب خالی کو ماما کیوں کہوں گا؟“ مومن کی معصومیت اس کے لیے مصیبت بنتی جا رہی تھی۔

”اس لیے بیٹا کیونکہ ماہ رخ خالی اب ماموں کی دلہن ہیں۔“

تب ہی تیمور کی گاڑی کے ہارن پر اس کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی اور اسی تیزی سے وہ کھڑی ہو گئی۔

”آرام سے، آرام سے بھابھی بیگم! آپ کے مجازی خدانے اندر ہی آتا ہے۔“ اس کی اس حرکت کو سلمان نے اپنے انداز میں لیا۔

”کیا بات کرتے ہو سلمان! آرام سے کیسے بیٹھ سکتی ہے، اچھی بیویاں اپنے شوہر کا استقبال مسکراتے ہوئے گیٹ پر کرتی ہیں۔“ سحر نے بھی لقمہ دیا تو تانیہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ جبکہ اس کی شکل رونے والی ہو گئی تھی۔ رخشندہ نے نظر اٹھا کر اس کا سرخ چہرہ دیکھا۔

”ارے ماہ رخ! شرمادمت جاؤ تیمور سے مل آؤ یہ نہ ہو ہمارے سامنے بات بھی نہ کرے بے چارہ، شرمیلا جو ہے۔“ تانیہ کے شرارت بھرے انداز پر اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔ وہ حلیمہ کی طرف بڑھی تو انہوں نے اسے اپنے پاس بیٹھالیا۔

”ہر وقت اس کے پیچھے مت پڑے رہا کرو، پہلے ہی میری بیٹی نے نیچے آنا چھوڑ دیا ہے۔“ حلیمہ نے انہیں بظاہر ڈانٹا لیکن ان کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔

”السلام علیکم۔“ اندر داخل ہوتے ہی تیمور نے سب کو مشترکہ سلام کیا۔ ماہ رخ کو وہاں بیٹھا دیکھ کر وہ حیران ہوا۔

”تم کب آئیں؟“ تانیہ کے قریب بیٹھے ہوئے اس نے پوچھا۔ تانیہ تیمور سے باتیں کرنے لگی۔ اس دوران اس کا دل پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا۔ نکاح کے بعد

پہلی بار ان کا سامنا ہو رہا تھا اور وہ تیمور کے سامنے اپنا ریکارڈ

”میں نے آج سے پہلے تم سے زیادہ خوب صورت لڑکی نہیں دیکھی۔“ وہ اس لڑکی سے کہہ رہا تھا۔ ان دونوں کی ماہ رخ کی طرف پشت تھی۔

”میں تمہیں پہلی نظر میں ہی پسند کرنے لگا تھا لیکن لگتا ہے اب تم سے محبت کرنے لگوں گا۔“ طلحہ کے یہ لفظ کے ساتھ ماہ رخ کو لگ رہا تھا وہ لمحہ بہ لمحہ زمین میں دھنستی جا رہی ہے۔

”میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔“ وہ دھواں دھواں چہرے کے ساتھ واپس پلٹی۔

”کیا ہوا ماہ رخ! طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟“ شمین نے اس کے سفید پڑے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

”میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے گھر چلتے ہیں۔“ وہ بڑی دقت سے بولی تھی۔



صدرہ کے جانے کے بعد کتنی دیر تک وہ انتظار کرتی رہی لیکن سلمان نہیں آیا۔ آج پبلک ٹرانسپورٹ کی ہڑتال تھی۔ صبح سلمان اسے چھوڑ کر گیا تھا اب بھی اسے ہی لینے آنا تھا۔ لیکن اس کے دیے ہوئے ٹائم سے بھی آدھا گھنٹہ اوپر ہو چکا تھا۔ اوپر سے تیز بارش اور گہرے بادلوں نے دوپہر کو شام میں بدل دیا تھا۔ اس نے گھبرا کر گراؤنڈ پر نظر ڈالی صرف چند اسٹوڈنٹس تھے جو شیڈز کے نیچے کھڑے تھے۔ وہ تیزی سے باہر نکلی یونیورسٹی کے سامنے ٹوٹو اسٹیٹ شاپ تک پہنچنے میں وہ کافی حد تک بھیگ گئی تھی۔ اوپر سے سردیوں کی بارش وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی۔

”مجھے ایک فون کرنا ہے۔“ اس نے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے لڑکے سے کہا تو اس نے نیلی فون اس کے آگے بڑھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد سلمان نے فون اٹھالیا۔

”ماہ رخ! ایک چیونٹی ایک ایمر جنسی ہو گئی ہے اس لیے میں تمہیں لینے نہیں آسکتا۔“ اس کے پوچھنے پر سلمان نے بتایا۔

”تو اب میں کیا کروں؟“ اس نے گھبرا کر باہر تیزی سے برستی بارش کو دیکھا۔

”ماہ رخ! تم ایسا کرو بھائی کو فون کر لو۔“ کچھ دیر بعد اس نے سلمان کی آواز سنی۔ سلمان نے اسے تیمور کے موبائل اور آفس کافون نمبر لکھوا کر عجلت میں فون بند کر دیا۔ فون رکھ کر وہ کتنی دیر تک باہر دیکھتی رہی۔ تب ہی دو

پہنچی تو تیمور گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا اسے دیکھ کر رک گیا۔ لیکن وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

”کہاں جا رہی ہو ماما؟“ تیمور نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

”آپ کو بتانا ضروری ہے؟“ اس جواب پر ایک پل کے لیے وہ خاموش رہ گیا۔

”میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔“ وہ پھر سنبھل کر بولا۔

”اس کی ضرورت نہیں۔“ وہ رکھائی سے جواب دے کر گیٹ کی طرف بڑھی۔ جب اچانک تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

”ماما! تم ایسے ہی ہو کیوں کر رہی ہو؟ کیا تم اب تک مجھ سے ناراض ہو؟“ تیمور کے چہرے پر بہت بے بسی تھی۔

ماہ رخ نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

”میں آپ سے کیوں ناراض ہونے لگی۔ ناراض تو ان سے ہوا جاتا ہے جن سے آپ کا کوئی رشتہ ہو جبکہ میرا اور آپ کا تو کوئی رشتہ ہی نہیں اور کاغذ کا جو رشتہ آپ نے جوڑا ہے نا میں اسے نہیں مانتی۔“

اس دوران اس نے ایک بار بھی تیمور کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ عروج کے گھر پہنچنے تک اس نے خود کو نارمل کر لیا تھا گاڑی صدرہ کے پاس موجود تھی لہذا وہ سب K.F.C آ گئے۔

”کتنی حیرت کی بات ہے شادی شمین اور عروج کی ہونے والی تھی اور ٹریٹ ماہ رخ دے رہی ہے۔“ صدرہ نے کوک پیتے ہوئے کہا۔

”بھئی ہم تو منگنی میں گئے تھے وہاں پتا چلا نکاح ہے۔“ عروج نے مسکرا کر ماہ رخ کو دیکھا۔

”بھئی اس دن ماہ رخ بیماری بھی تو اتنی لگ رہی تھی، تیمور نے سوچا ہو گا یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔“ شمین کے کہنے پر وہ تینوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

”ارے وہ ٹیپین طلحہ تو نہیں۔“ صدرہ کی آواز پر ماہ رخ بے اختیار پلٹی تھی۔ وہ واقعی طلحہ ہی تھا جو کسی لڑکی کے ساتھ اندر داخل ہو رہا تھا۔ ماہ رخ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ ان تینوں سے ایک سکیوڑ کر کے طلحہ کی طرف بڑھی اس کی دھڑکن بہت تیز تھی۔ لیکن ٹیبل سے کچھ فاصلے پر اسے رکن پڑا۔

توب صورت کی
 ان دونوں کی
 نے لگا تھا لیکن لگا
 ملحد کے ہر لفظ
 دشمن میں دشمنی
 دعوں اور دعوں
 ری؟ " نہیں
 " وہ بڑی
 انتظار کرتی رہی
 کی ہر تامل
 اسے ہی لینے
 ہی آجھا گھنڈ
 دونوں نے دوپہر
 غڈ پر نظر ڈالی
 تھے۔ وہ
 ٹیٹ شاپ
 اوپر سے
 کے پیچھے
 کے آگے
 ہی ہے اس
 پوچھنے پر
 تیزی سے
 بعد اس
 تیمور کے
 بند کر دیا
 ہی دو

لڑکے دکان میں داخل ہوئے تھے۔ تو وہ دکان کے دروازے
 کے پاس کھڑی ہو گئی۔ لیکن کب تک وہ ایسے کھڑی رہ سکتی
 تھی آخر کار ہمت کر کے اس نے تیمور کا سیل نمبر ڈائل کیا
 لیکن وہ آف تھا۔ کاؤنٹر پر کھڑا وہ لڑکا اب آنے والے دونوں
 لڑکوں سے باتیں کرنے لگا وہ تینوں اس کی طرف متوجہ
 تھے۔ اس نے گھبرا کر اپنی مثال کو بھیج کیا اور اس کے آفس
 کا نمبر ملانے لگی۔

"مجھے تیمور مظفر سے بات کرنی ہے۔" دوسری طرف
 کسی لڑکی نے فون اٹھایا تھا۔
 "سوری میم! سراس وقت بڑی ہیں" آپ تھوڑی دیر
 تک فون کریں۔"
 "دیکھیں پلیز میرا ان سے بات کرنا بہت ضروری
 ہے۔"

"ہمیں انہوں نے ڈسٹرب کرنے سے منع کیا ہے۔"
 "آپ انہیں کہیں مانی، آئی مین ماہ مرخ کا فون ہے۔"
 پتا نہیں کیسے اس کے منہ سے۔ مانی نکل گیا تھا اور پتا
 نہیں کیوں اسے لیٹین تھا اس کا نام سن کر وہ ساری
 مصروفیت ترک کر دے گا اور وہی ہوا چند سیکنڈ زلیعدہ لائن
 پر تھا۔

"ہیلو مانی! سب ٹھیک تو ہے نا؟" اس کی آواز میں
 حیرت تھی۔
 "آپ مجھے لینے آ سکتے ہیں۔" کچھ سردی اور کچھ
 گھبراہٹ کے مارے اس کی آواز کپکپانے لگی تھی۔
 "کہاں ہو تم؟"

"میں یونیورسٹی کے سامنے فوٹو اسٹیٹ شاپ پر
 ہوں۔" اب وہ رو پڑی۔

"میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔" ساتھ ہی لائن
 منقطع ہو گئی۔ اس کی فیکٹری سے یونیورسٹی کا راستہ بیس
 منٹ کا تھا۔ ریش ڈرائیونگ کے ساتھ بھی وہ پندرہ منٹ تو
 ضرور لیتا۔ پیچھے کھڑے لڑکوں نے اب گانا شروع کر دیا تھا۔
 بارش کی وجہ سے وہ باہر بھی نہیں نکل سکتی تھی۔ پہلے ہی وہ
 کافی بھیگ چکی تھی۔ سردی کے مارے اس کے ہونٹ نیلے
 ہوئے جا رہے تھے۔ وہ اب اس کے نزدیک آگئے تھے اور
 کچھ دیر بعد ان میں سے ایک اس کے دائیں اور دوسرا
 بائیں کھڑا ہو گیا۔

"یار! تم نے کبھی بھیگا ہوا حسن دیکھا ہے۔" دائیں
 طرف کھڑے لڑکے نے بائیں والے سے کہا۔ ماہ مرخ کی

دھڑکن غیر معمولی طور پر تیز ہوئی اس نے بے تابی سے
 سڑک کے بائیں طرف دیکھا اس منٹ ہو چکے تھے۔
 "یار دیکھا تو نہیں تھا لیکن اب دیکھ رہا ہوں۔" دائیں
 والا اس کے قریب بھکا۔ ماہ مرخ کی آنکھوں میں پانی جمع ہونا
 شروع ہو گیا۔ تب ہی ایک گاڑی دکان کے بالکل سامنے
 سڑک کے اس پار کی تھی۔ گاڑی میں سے نکلے تیمور کو
 دیکھ کر وہ ہر خوف بھول گئی تھی۔ وہ تیزی سے دکان کا
 دروازہ کھول کر تیمور کی طرف بھاگی۔

تیمور نے حیرت سے اسے دوڑ کر اپنی طرف آتے دیکھا۔
 اس کے قریب پہنچتے ہی وہ سیدھی اس کے سینے سے لگ
 کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ایک پل کے لیے وہ بالکل
 ساکت ہو گیا۔ تیز برقی بارش کی وجہ سے وہ دونوں عمل
 طور پر بھیگ چکے تھے۔ لیکن وہ دونوں ہی جیسے اس سے بے
 نیاز ہو چکے تھے۔ ایک گاڑی تیزی سے ان کے قریب سے
 بارن بجاتے گزری تو تیمور جیسے ایک دم ہوش میں آیا۔

"مانی! کیا ہوا؟" اس نے ماہ مرخ کو خود سے الگ کر کے
 اس کا چہرہ اونچا کیا وہ اب ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔
 رونے کی وجہ سے اس سے بات نہیں ہو پارہی تھی۔ تیمور
 نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی میں بٹھایا اور خود
 ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ وہ اب بھی اسی طرح رو رہی
 تھی۔

"مانی! کچھ بولو تو۔" تیمور نے اس کے دونوں سرد
 ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر سہلایا۔ ماہ مرخ نے خوف
 زدہ نظروں سے فوٹو اسٹیٹ شاپ کی طرف دیکھا جہاں اب
 کوئی نہیں تھا۔ اس کی نظروں کے تعاقب میں تیمور نے
 دکان کی طرف دیکھا اور ایک بار پھر اس کا چہرہ دیکھا جس پر
 خوف خیز تھا۔ تیمور نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر کار کا دروازہ
 کھولا اور اسی تیزی سے ماہ مرخ نے اس کا ہاتھ تھاما۔

"کہاں جا رہے ہیں؟"
 "اب تم کچھ بولو کی نہیں تو مجھے خود پتا کرنا پڑے گا کہ کیا
 بات ہے؟" ماہ مرخ نے جلدی سے خود کو سنبھال کر اپنے
 آنسو صاف کیے۔

"کچھ نہیں میں ڈر گئی تھی۔ آپ مجھے گھر چھوڑ
 دیں۔" تیمور نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر اس کے
 ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو۔ ایک جاندار مسکراہٹ اس
 کے چہرے پر آئی تھی۔
 اس نے ماہ مرخ کو احساس دلائے بغیر ایک ہاتھ سے

ڈرائیونگ شروع کر دی۔ اس نے ایک بار پھر ماہ رخ کی طرف دیکھا جو شاید اس بات سے بے خبر تھی۔ اگرچہ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرنا کافی مشکل تھا لیکن یہ خوشگوار احساس ہر مشکل پر بھاری تھا۔ گاڑی رکتے ہی وہ چونکی تھی وہ گھر سامنے پہنچ چکے تھے۔ اس نے حیرت سے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور پٹا کر تیمور کی طرف جو مسکرا رہا تھا اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور گاڑی سے باہر نکل آئی۔ اپنی بے خبری پر اس نے سو فہمہ خود کو ملامت کی۔

کپڑے بدلتے ہی وہ بستر پر گر کر بے سدھ ہو گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو اس کے اپنے ارد گرد کافی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن اس نے آنکھ نہیں کھولی۔ میں نے انجکشن دے دیا ہے بخار اتر جائے گا۔ "مسلمان کی آواز اس کے قریب سے آئی تھی۔

"اگر تم اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتے تو لینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔" اس نے تیمور کی غصیلی آواز سنی۔ "بھائی! ایک ایمر جنسی ہو گئی تھی۔ مسلمان کی منمناتی ہوئی آواز آئی۔

"تم مجھے فون کر سکتے تھے تمہیں اندازہ ہے وہ کس قدر ڈر گئی تھی۔ اگر میرا فون نہ ملتا یا مجھے پہنچنے میں دیر ہو جاتی تو؟" تیمور نے غضبناک تیوروں سے مسلمان کو دیکھا۔ تیمور کا غصہ کسی طور پر کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

"تیمور! بس کرو اس میں مسلمان کی کیا غلطی ہے اسے اتنی بارش میں یونیورسٹی جانے کی کیا ضرورت تھی۔" رخشندہ نے تیمور کو ٹوک دیا۔

"تیمور ٹھیک کہہ رہا ہے رخشندہ! مسلمان کو کم از کم۔" رہنے دیں بھابھی! رخشندہ نے حلیمہ کی بات کاٹ دی۔ پہلے ہی تیمور کی بے جا ڈھیل نے اس کا دماغ خراب کر رکھا ہے بڑے چھوٹے کا اسے لحاظ ہی نہیں رہا۔ "انہوں نے غصے سے تیمور کو دیکھا جس نے نظریں جھکالی تھیں۔

"اب اگر اس نے بگاڑا ہے تو سدھار بھی لے گا۔" حلیمہ نے پیار سے اس کا ہاتھ چھوا۔ رخشندہ نے ایک نظر حلیمہ کو دیکھنے کے بعد تیمور کو دیکھا۔

"اتنا زیادہ پیار مت کرو تیمور! میری بیٹی اس قابل نہیں۔" پتا نہیں کیوں ان کے منہ سے نکل گیا۔ "تم رہنے دو رخشندہ! ہماری بیٹی کس قابل ہے، ہم جانتے ہیں۔" حلیمہ نے غصے سے رخشندہ کو دیکھا۔ ماہ رخ نے اپنی بند آنکھوں میں نمی اترتی محسوس کی تھی۔

"ماہ رخ! پلیز ذرا یہ اریبہ کو اندھا کھلانا۔ میں مومن کو دیکھوں اٹھا ہے یا نہیں۔" ثانیہ نے اریبہ کو اس کی گود میں بٹھادیا۔ ثانیہ کے جاتے ہی اس نے اریبہ کو سامنے ڈانٹنگ ٹیبل پر بٹھایا۔ اب اس نے ایک ہاتھ سے اسے پکڑ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اسے کھلا رہی تھی۔ وہ کھاکم رہی تھی اور اگل زیادہ رہی تھی۔ اس کی زیادہ توجہ سامنے بیٹھی ماہ رخ کی طرف تھی، بھی وہ اس کے کانوں میں پینے ٹاپس کو چھیڑتی اور کبھی اس کے ہاتھوں میں پینے چوڑیوں کو پکڑتی تھی اس کی حرکتیں ماہ رخ کو مزہ دے رہی تھیں۔ اس نے اریبہ کو گود میں بٹھالیا اور زور زور سے ہاتھ ہلایا تو چوڑیاں بچنے لگیں اور جب جب چوڑیاں بچتی اریبہ کھلکھلا کر ہنس پڑتی اور وہ اس کے ساتھ ہنس رہی تھی۔

"گند مار ننگ بیوٹی فل لیڈیز۔" تیمور نے اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ماہ رخ چونکی اور پھر ایک دم خاموش ہو گئی۔

ماہ رخ نے چور نظروں سے ساتھ بیٹھے تیمور کو دیکھا۔ جو سلاٹس پر مکھن لگا رہا تھا وہ اٹھنے لگی تھی جب تیمور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بیٹھ جاؤ، میں بس جا رہا ہوں۔" وہ جانتا تھا وہ اس کی وجہ سے اٹھ رہی ہے ورنہ تھوڑی دیر پہلے اس کی ہنسی اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ وہ دوبارہ بیٹھ گئی۔ "تم غالباً اسے ناشتا کروا رہی تھیں۔" تیمور نے سلاٹس کا چھوٹا سا ٹکڑا اریبہ کے منہ میں ڈالتے ہوئے اسے دیکھا تو مجبوراً "اسے اریبہ کو ناشتا کروانا پڑا اور نہ تیمور اس کے اتنے قریب بیٹھا تھا کہ اس کی کہنی دوبار اس کے بازو سے ٹکرائی تھی۔

"کیا بات ہے آج کل تم نے غصہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔" وہ اندھا اریبہ کے منہ میں ڈال رہی تھی جب تیمور اس کی طرف مڑا۔ وہ کچھ نہیں بولی وہ خود نہیں جانتی تھی کہ اسے کیا ہوا ہے۔ طلحہ کی اصلیت جب اس پر کھلی تھی تو وہ ٹوٹ گئی تھی۔

وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن اپنی ضد کو پورا کرنے کے لیے اس کے پاس وہ واحد آپشن تھا۔ حالانکہ غلطی اس کی تھی کہ نکاح ہونے کے بعد بھی غلط امید باندھ رہی تھی۔ اس دن تیمور کو دیکھ کر جو احساس اسے ہوا تھا

اس نے اسے بلا کر رکھ دیا تھا۔ دل کتنا تھا جو تیمور تمہارے لیے کر رہا ہے وہ ہمدردی نہیں ہے وہ تو محبت ہے اور وہ چاہتی تھی وہ دل کی بات مان لے۔ یہاں نہیں کب سے نفرت کے ڈھیر میں سولی محبت جاگنے لگی تھی اور پھر دماغ کتنا تھا؟ محبت نہیں احسان ہے وہ تو شروع ہی سے اپنوں کے لیے اپنی خوشی کی قربانی دیتا رہا ہے سوا ب بھی تمہیں تکلیف اور زلت سے بچانے کے لیے اس نے تم سے شادی کی اس میں محبت کہاں ہے؟

اس نے تھک کر تیمور کی طرف دیکھا جو گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے گہرا کرسٹو سے اربیبہ کا نام صاف کیا۔

"اچھا سوئی! چلتے ہیں لوگ تو ہماری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔" تیمور کرسی کی پشت کا سہارا لے کر اٹھا تیمور کا ہاتھ اس کے کندھے سے ٹکرایا تو وہ جلدی سے آگے ہوئی اور وہ جو اربیبہ کو پیار کرنے کے لیے جھک رہا تھا اس کا چہرہ ماہ رخ کے گال سے ٹکرا گیا۔ ماہ رخ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایچ نیچے گر گیا۔ اس کی نظریں بے اختیار تیمور کی طرف اٹھیں اس نے بھی اس کی طرف دیکھا۔ اندر داخل ہوتی ہوئی تانیہ اپنی جگہ ٹھنک کر رک گئی۔ تیمور اور ماہ رخ ایک دوسرے کے اس قدر قریب تھے کہ تانیہ نے بے ساختہ اپنا ہاتھ ہونٹوں پر رکھا۔ وہ کچھ دیر کھڑی رہی۔ لیکن وہ لوگ کس سے مس نہیں ہوئے۔

تانیہ جلدی سے آگے بڑھی ان کے قریب جا کر وہ زور سے کھانسی۔ تیمور نے نظریں گھما کر اس کی طرف دیکھا پھر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔ ماہ رخ کی دھڑکن جہاں تیز ہوئی وہیں اس کا سارا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ تانیہ نے غور سے دونوں کی شکلیں دیکھیں پہلے وہ حیران ہوئی لیکن اب اسے ہنسی آرہی تھی۔

"اؤ ماہ رخ! اربیبہ کو مجھے دے دو۔ ویسے اس نے تم دونوں کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟" تانیہ نے بڑے بھولے پن سے ماہ رخ کا گلابی چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ پہلے ہی اپنی بے اختیاری پر نادم تھی یہی سہی کسر تانیہ نے پوری کر دی۔ وہ آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کو چھپانے کے لیے تیزی سے مڑی۔ اس کے جاتے ہی تانیہ نے تیمور کی طرف دیکھا جو ماہ رخ کو دیکھ رہا تھا۔

"ہیلو۔" تانیہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"تم بھی نا۔" تیمور جھنجھلا کر باہر نکل گیا جبکہ پیچھے سے تانیہ کا قدم بے ساختہ تھا۔

"بڑی امی! آپ نے مجھے بلایا۔"

"ہاں بیٹا! سحر اور تانیہ شاپنگ کے لیے جا رہے ہیں تم بھی ہو آؤ۔ شادی میں دن ہی کتنے رہ گئے ہیں۔ اپنی پسند کا رنگ لے آؤ۔" تانیہ نے مسکراتی نظروں سے ماہ رخ کو دیکھا جو اس کی طرف دیکھنے سے کترارہی تھی۔

"بڑی امی! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اس کی بات پر انہوں نے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتیں تانیہ بول پڑی۔

"امی! آج رہنے دیں۔ تیمور اور ماہ رخ اکٹھے جا کر لے آئیں گے۔" تانیہ نے مسکرا کر کہا تو حلیمہ نے سر ہلا دیا۔

"ہاں! یہ زیادہ بہتر ہے دونوں کی پسند کا آجائے گا۔ تم دونوں جاؤ اور شام سے پہلے آجانا۔" ان کے باہر نکلتے ہی ماہ رخ نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا۔

"بیٹا! میں ذرا دھوپ میں بیٹھوں گی۔" یہ تیمور کے کپڑے اس کی الماری میں رکھ دو اور یہ فائل بھی۔" حلیمہ کے کہنے پر وہ کپڑے اور فائل اٹھا کر اس کے کمرے میں آ گئی۔

آج کتنے عرصے بعد وہ اس کمرے میں آئی تھی۔ کمرہ مکمل طور پر بیل چکا تھا اور سب سے بڑا اضافہ اس کی اٹارنج تصویر تھی۔ وہ تصویر پر سے نظریں ہٹا کر وارڈروپ کی طرف آگئی۔ کپڑے رکھ کر وہ پلٹ رہی تھی۔ جب کوئی چیز اس کے پاؤں سے ٹکرانی۔

اس نے چونک کر نیچے دیکھا جہاں ایک ڈائری گری تھی وہ اٹھانے کے لیے جھکی تو ڈائری کے کھلے صفحے پر اس کی نظریں ساکت ہو گئیں۔ اس نے جلدی سے ڈائری اٹھالی اس نے ڈائری کا پہلا صفحہ کھولا۔

"میں آج خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہا ہوں۔ آج میں زندگی میں پہلی بار ڈائری لکھ رہا ہوں کیونکہ یہاں میں ایسی باتیں لکھ رہا ہوں جو میں کسی سے نہیں کر سکتا۔ مجھے لندن پہنچے ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ ٹھکن کے مارے میرا برا حال ہے، لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور ہے۔ میں آج اسے دکھ دے کر آ رہا ہوں جسے میں نے زندگی میں سب سے زیادہ چاہا ہے۔"

ماہی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے میں نے کبھی اسے روئے نہیں دیا، لیکن آج میں اسے رلا کر آ رہا

ہوں۔ میں اسے تب سے چاہ رہا ہوں جب جاہت معلوم
 ٹھیک طرح سے مجھ پر واضح بھی نہیں تھا۔ لیکن آج اس
 کے منہ سے یہ سن کر کہ وہ بھی مجھے چاہتی ہے میں ساکت
 رہ گیا۔ وہ محبت جو میں سب سے چھپانا آ رہا تھا۔ اس پر پتا
 نہیں کیسے آشکار ہو گئی تھی اور میں مجھے میں پتا نہیں اسے
 کیا کیا کہ گیا۔ یہ سب میں نے اس لیے کہا کہ بعد میں
 اسے تکلیف نہ ہو اگر میں اس سے اپنی محبت کا اظہار کر
 دیتا تو انتظار اس کی قسمت میں لگھ دیتا۔ میں نہیں چاہتا تھا
 کہ میں کب واپس جاؤں گا کب میری آزماؤں ختم ہوگی
 میں خود کو تکلیف دے سکتا ہوں لیکن اسے نہیں۔ میں
 نے اسے اپنے سامنے آنے سے بھی منع کر دیا تھا کیونکہ ان
 آخری لمحوں میں میں کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ وہ بہت
 چھوٹی ہے۔ میں اس کی معصومیت کو اپنے مسائل کی
 بجھت نہیں چھٹا سکتا۔ اس لیے اس کا دل توڑ آیا
 ہوں۔"

ماہر نے تیزی سے خالی صفحوں کو پلٹا۔

"میں آج بہت تکلیف محسوس کر رہا ہوں میں نے
 پاکستان فون کیا تو پتا چلا مانی نے میڈیکل میں ایڈمیشن لینے
 سے انکار کر دیا ہے۔ میں جانتا ہوں وہ یہ سب کیوں کر رہی
 ہے وہ مجھ سے ناراض ہے۔ لیکن میں اسے سمجھاؤں گا یہ
 اس کے بڑے پیارا کی خواہش ہے، وہ اسے ضرور پورا
 کرے۔ میں چار دن سے اس سے بات کرنے کی کوشش
 کر رہا ہوں لیکن وہ فون پر نہیں آتی ہیں یہ کیوں بھول گیا
 تھا کہ وہ بہت ضدی ہے۔ اگر اس نے سوچ لیا ہے کہ وہ
 ایڈمیشن نہیں لے گی تو نہیں لے گی۔ ہر گزرتے وقت کے
 ساتھ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے غلط کیا ہے۔ مجھے
 مانی کو بتا دینا چاہیے تھا کہ میں اس سے پیار کرتا ہوں۔
 اب مجھے ڈر لگنے لگا ہے کہ کہیں میں اسے کھونہ دوں۔ اب
 میں ہر بل کی دعا کرتا ہوں کہ مانی میرا نصیب ہو۔ میں جلد
 از جلد پاکستان جانا چاہتا ہوں۔"

"کل میں نے تین سال بعد اسے اپنے سامنے دیکھا ایک
 بل کے لیے تو میں بالکل ساکت ہو گیا تھا وہ بہت خوب
 صورت ہو گئی ہے۔ لیکن بہت بدل گئی ہے شاید اب بھی
 مجھ سے ناراض ہے لیکن میں اسے منالوں گا۔
 وہ واقعی بہت بدل گئی ہے۔ پہلے ہر وقت اس کے لبوں

پر شوخ سی مسکراہٹ رہتی تھی اب جلد خاموشی ہے۔ اس
 کی خاموشی سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔ میں اسے پرانی

باتوں کا حوالہ دے کر تھک رہا ہوں لیکن پھر بھی اس کی
 چپ نہیں ٹوٹی۔ وہ طلحہ کو میرے اور اپنے درمیان
 رکھی ہے میں جانتا ہوں وہ اس سے محبت نہیں کرتی۔ یہ
 من مانی میں اسے نہیں کرنے ہوں گا۔"
 اس نے اٹھا سطر پلٹا۔

"میں جانتا تھا میرے رویوں پر وہ ناراض ہوگی لیکن اس
 طرح ری ایکٹ کرے گی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔
 کتنی ہے وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے میں کیسے مان لوں کہ وہ
 سچی کہہ رہی ہے حالانکہ اس کی آنکھیں پتھر اور سی پتھر
 ہیں۔ شاید وہ یہ نہیں جانتی کہ اس کی آنکھیں سچی پرتی ہیں
 اور شاید وہ یہ بھی بھول گئی ہے کہ میں اس کی آنکھیں ہاتھ
 سکتا ہوں۔ ان آنکھوں میں آج بھی میری محبت ہے
 صرف میری۔ پیار نے بالکل ٹھیک کرنا تھا میں اسے اس سے
 زیادہ سمجھتا ہوں اور یہ کہ وہ ضد میں ہمیشہ اپنا نقصان کرتی
 ہے۔ اب بھی وہ ایسا ہی کر رہی ہے۔ اگر وہ طلحہ کو پلٹا
 بھی کرتی تو ابھی میں اسے کھو نہیں سکتا۔ میری زندگی کی
 ایک وقتی تو تمنا ہے۔ میں اس سے کسی قیمت پر بھی
 دستبردار نہیں ہو سکتا۔ مانی تو کبھی بھی ایسی نہیں تھی۔ میں
 نہیں جانتا تھا میرے الفاظ میرے لیے عذاب بن جائیں
 گے وہ میری محبت کو "توس" سمجھتی ہے۔ وہ کہتی ہے مجھے
 قربانی دینے کا شوق ہے۔ میں اسے مجھے قربانی دینا کتنا
 مشکل کام ہے وہ سروں کے لیے جینا کتنا مشکل ہوتا ہے۔
 میں اب تھک رہا ہوں۔ تین سال دن رات میں نے خود کو
 جلایا تاکہ جلد از جلد مانی تک پہنچ سکوں۔ میں نے ہمیشہ
 رب سے ہاتھ اٹھا کر اپنے لیے کچھ مانگا تو صرف اسے مانگا
 اور خدا نے میری سن لی وہ میری ہو چکی ہے لیکن صرف ہم
 کی حد تک میں سمجھتا تھا کہ میں اسے منالوں گا۔ لیکن مجھے
 لگتا ہے میں غلط ہوں میں جو اسے جاننے کا عوار کھتا تھا وہ
 غلط ثابت ہو رہا ہے۔ تین سال پہلے اسے مجھ سے محبت کا
 احساس ہوا تھا اور وہ میری ایک غلطی (جو مجھے تب ٹھیک
 لگی تھی) آج تک معاف نہیں کر سکی اور میں کب سے
 اسے چاہ رہا ہوں۔ وہ نہیں جانتی اس کا رویہ مجھے کتنی
 تکلیف دیتا ہے میں اسے بتانا چاہتا ہوں مانی! میں تم سے
 بے انتہا محبت کرتا ہوں۔ میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ زندگی
 میں میں نے جتنی تکلیفیں برداشت کیں صرف اس اس
 میں کہ تم میرے ساتھ رہو گی۔ میں اس کے چہرے پر اپنے
 نام کے رنگ دیکھنا چاہتا ہوں میں اس کی آنکھوں میں اپنا

کر تا ہوں لیکن پھر بھی اس سے
 کہہ کر میرے اور اپنے دور میں
 وہ اس سے محبت نہیں کرتی
 نے دوں گا۔

پر وہ ناراض ہوگی لیکن اس
 میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا
 لڑنے میں کیسے مان لیں گے
 کی آنکھیں کچھ اور تڑپا
 کہ اس کی آنکھیں کچھ کھلی
 ہے کہ میں اس کی آنکھیں کچھ
 میں آج بھی میری محبت سے
 ٹھیک کرتا تھا میں اس سے
 خد میں ہمیشہ اپنا نقصان کرتی
 ہی ہے۔ اگر وہ طلحہ کو پور
 نہیں سکتا۔ میری زندگی کی
 اس سے کسی قیمت پر بھی
 کبھی بھی اسکی نہیں تھی۔
 میرے لیے عذاب بن جا رہا
 سمجھتی ہے۔ وہ سنتی ہے
 اسے کیسے بتاؤں تو بانی رہتا
 لیے جینا کتنا مشکل ہوتا ہے
 سال دن رات میں نے خواب
 پہنچ سکوں۔ میں نے بڑے
 کچھ مانگا تو صرف اسے
 ہو چکی ہے لیکن صرف یہ
 اسے ماناؤں گا۔ لیکن مجھے
 سے جانے کا وہ عوار گھٹا تھا
 لے لے اسے مجھ سے محبت
 بے غلطی (جو مجھے تب ٹھیک
 میں کر سکی اور میں کب سے
 جانتی اس کا رویہ مجھے اتنی
 چاہتا ہوں مابھی با میں تم سے
 سے بتانا چاہتا ہوں کہ زندگی
 ست کیسے صرف اس آس
 میں اس کے چہرے پر اپنے
 اس کی آنکھوں میں اپنے

تکس دیکھنا چاہتا ہوں۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے ایک ہی دعا
 مانگتا ہوں اگر میں نے واقعی زندگی میں کوئی نیکی کی ہے تو
 اس کے صلے میں مابھی اور اس کی محبت مجھے دے دے۔
 ماورخ کے ہاتھ سے ڈائری چھوٹ گئی۔ اس نے دونوں
 ہاتھ اپنے ہونٹوں پر رکھ لیے۔ اس کا چہرہ آسروں سے
 بیٹک چکا تھا۔
 "امی! میں یہاں فائل چھوڑ کر گیا تھا۔" باہر سے آتی
 تیور کی آواز پر اس نے پونک کر دیوہ اڑنے کی طرف دیکھا۔
 "میں! اوہ میں نے ماورخ کو دی تھی تمہارے کمرے میں
 رکھ گئی ہوگی۔" کچھ دیر بعد دروازہ تیزی سے کھلا۔ اندر
 داخل ہوتے ہی تیور نہنہک کر رک گیا۔
 "ایسا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ گھبرا کر گھٹنوں کے
 بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔
 بل اس نے ڈائری اس کے سامنے کر دی۔ اس نے
 حیرت سے ڈائری کو دیکھا پھر بے اختیار گہرا سانس لیا۔ مجھ
 سے زیادہ خوش قسمت تو میری ڈائری ہے جس کا تم نے
 اعتبار تو کیا۔" وہ مسکرایا پھر اپنی نظریں اس کے چہرے پر لگا
 دیں۔
 "پہلے میں سمجھتا تھا کہ میں نے جو بھی کیا ٹھیک کیا،
 حالانکہ اس میں بہت رسک تھا لیکن میں مجبور تھا۔ میں
 نے ایسا سے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کی ذمہ داریوں کو پورا کروں
 گا تو میں کیسے ان سے کیسے ہونے والے وعدے کو انور کر دیتا۔ پایا
 نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ
 آنے دوں۔ میں نے تو صرف ان وعدوں کو پورا کرنے کی
 کوشش کی تھی۔ میں صرف تمہیں تکلیف سے بچانا چاہتا
 تھا۔ لیکن انجانے میں تمہیں تکلیف دے گیا۔
 ان تین سالوں میں ہر لمحہ مجھے تمہیں کھونے کا دھڑکا لگا
 رہتا تھا۔ کیا تم میری اس تکلیف کا اندازہ کر سکتی ہو جو میں
 نے خود اپنے نصیب میں لکھی تھی؟" پھر اچانک اس نے
 اپنے ہاتھوں میں ماورخ کا چہرہ تمام لیا۔ "میں تم سے بہت
 پیار کرتا ہوں مابھی ایسا میری غلطی اتنی بڑی ہے کہ وہ معاف
 نہ کی جاسکے کیا میں اس قابل بھی نہیں کہ تمہاری محبت
 مجھے مل سکے۔" ماورخ نے اپنے چہرے پر سے اس کے ہاتھ
 ہٹا لیے۔
 "کن ٹھیک کرتی ہیں میں آپ کی محبت کے قابل نہیں
 اور آپ کس قابل ہیں سب جانتے ہیں میرا دل جانتا ہے
 لیکن ایک بار صرف ایک بار آپ مجھے کہہ دیتے تو کیا میں

آپ کی بات نہ سمجھتی۔" وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔
 "آپ کو مجھ سے اتنی محبت نہیں لگتی ہے جیسے میں اس
 قابل ہی نہیں آپ نے میرے لیے بہت سب کے لیے کیا
 کچھ نہیں کیا پھر بھی میں نے آپ کو تکلیف دی میں تو اتنی
 بری ہوں بس سے پایا کی بات بھلا دی۔ انہوں نے آپ کو
 تکلیف دینے سے منع کیا تھا پھر بھی میں نے سب سے زیادہ
 آپ کو تکلیف دی۔ میں بہت بری ہوں۔" اس کی آواز
 بھرائی ہوئی تھی۔
 "تم بری کیسے ہو سکتی ہو مابھی تم تو میری جان ہو۔" تیور
 نے اس کا چہرہ اونچا کیا تو وہ بے اختیار اس کے سینے سے لگ
 گئی۔
 "میں بہت بری ہوں تیور! بہت بری آپ نے بالکل
 ٹھیک کہا میں نے صرف کچھ سال محبت کی تو آپ کی وہی
 ہوئی ایک تکلیف برداشت نہیں کر سکی۔ جبکہ آپ کی
 محبت تو... وہ رکی۔" میں کیا کرتی تھی بہت تکلیف ہوئی تھی
 مجھے لگا آپ نے میرا مان توڑا ہے۔ غلطی میری ہے میں
 آپ کو سمجھ نہیں سکی۔ آپ کا دعوا غلط نہیں تیور! میری
 آنکھوں میں میرے دل میں ہر جگہ آپ ہیں۔ میں کل بھی
 آپ سے پیار کرتی تھی اور آج بھی کرتی ہوں۔ مابھی ہمیشہ
 سے تیور کی تھی اور رہے گی وہ اس کے سینے سے لگی
 سسک رہی تھی۔
 "پرسوں مندی ہے اور کام ختم ہونے کا نام نہیں لے
 رہے۔" حلیمہ نے جھنجھلا کر مومن کو اپنی گود سے اتارا۔
 "امی! آپ خواہنا اور پریشان ہو رہی ہیں تیور اور سلمان
 کر تو رہے ہیں۔" تانیہ نے مسکرا کر کہا۔
 "امی! یہ دوپٹہ دیکھیں مجھے سوٹ کر رہا ہے؟" سحر نے
 لہنگے کا دوپٹہ سر پر لیا۔
 "ابھی اتار دو پہلے نہیں لیتے ورنہ روپ نہیں آتا۔"
 حلیمہ نے جلدی سے کہا تو خوشنہ اور تانیہ مسکرائے۔
 "السلام علیکم۔" تیور نے اندر آتے ہوئے کہا "کیا ہو
 رہا ہے۔" اس نے ارد گرد پھیلے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر
 پوچھا۔
 "کچھ خاص نہیں تمہاری اور سحر کی مندی کی تیاری ہو
 رہی ہے۔" تانیہ نے شرارت سے اس کا چہرہ دیکھا۔
 وہ مسکراتے ہوئے بیڑھیاں پھلانگتا اور آیا۔ اس
 نے کمرے میں جھانکا تو وہاں نہیں تھی۔ وہ بیدھا چھت پر
 آیا جہاں وہ پھیلی پرچہ لگائے بہت فور سے آسمان کو دیکھ

ری تھی۔ وہ شرارت سے اس کی طرف بڑھا۔ وہ اسے ڈرانے کا سوچ رہا تھا اس کے قریب پہنچنے پر رک گیا۔ اس کی نظریں اس کے چہرے پر جم رہی تھیں۔ ماورخ نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اپنے بائیں جانب دیکھا تو یہ تک پڑی ایک دم کھڑی ہوئی۔

"آپ کب آئے؟"

"کئی سال ہو گئے ہیں۔" تیمور کے کہنے پر وہ مسکرا دی۔

"بچے چلیں؟"

"آپنی جلدی بھی کیا ہے ابھی تو میں آیا ہوں۔" تیمور نے مسلسل اسے نظروں کی گرفت میں لے رکھا تھا۔

"نہیں وہ بڑی امی کہتی ہیں شام کو چھت پر نہیں آتا چاہے اب شام ہو رہی ہے۔" اس نے ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھ کر کہا۔

"کیوں؟"

"بس ایسے ہی۔" تیمور کے پوچھنے پر وہ مسکرا کر دوسری طرف دیکھنے لگی تو تیمور نے بھی دیوار کے ساتھ نیک لگالی۔

"مسلسل خود پر جی تیمور کی نظروں سے اسے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔"

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟" وہ قدرے جھنجھلا کر اس کی طرف بولی۔

"کیوں؟ تمہیں دیکھنے پر پابندی ہے۔" تیمور نے اس کی گھبراہٹ سے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"دیکھنے پر نہیں لیکن ایسے دیکھنے پر پابندی ہے۔" ماہ رخ نے خفگی سے تیمور کے شرارت سے بھرپور تاثرات کو دیکھا۔ اچانک تیمور نے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا۔ وہ اچانک اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی گھبرا کر اس کی گرفت سے نکلی۔

"بڑی امی ٹھیک کہتی ہیں شام کے وقت چھت پر نہیں آتا چاہے ورنہ جن چٹ جاتے ہیں۔" ماہ رخ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کی بات پر تیمور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں جن ہوں؟" تیمور نے اتنگی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"تو کسی جن سے کم بھی نہیں۔" وہ اب بھی باز نہیں آئی تھی۔

"اچھا۔ جن تو سالوں سے تم پر عاشق ہے اور اب تمہیں چمکنے کو بے قرار ہے۔" تیمور دونوں بازو پھیلا کر اس کی طرف بڑھا۔

"تیمور۔" اس نے گھبرا کر تیمور کی طرف دیکھا۔ کچھ معنی میں اب اس کے ہوش کم ہوئے تھے۔

"تیمور" پیچھے سے آئی تانبہ کی آواز پر جہاں ماورخ کھڑا کئی تھی وہیں اس کے ہاتھوں پر تیمور کی گرفت ڈھیلی ہوئی تھی۔

"تم یہاں اکیلے کیوں کھڑے ہو؟ سلمان تمہیں بلایا ہے۔" تیمور کے چوڑے دہانوں کے پیچھے وہ پائلٹ ٹیمپ کی تھی۔ اس لیے تانبہ اسے نہیں دیکھ سکی تھی۔ تانبہ کے مزے تھی وہ تیزی سے ہاتھ پھڑا کر تانبہ کی طرف بھاگا۔

"انہی ماہ رخ کی رخصتی میں ابھی دو دن باقی ہیں، تانبہ کے پوچھنے پر حلیہ نے حیرت سے اس کا چہرہ دکھا۔

"کیوں تمہیں نہیں پتا؟"

"نہیں بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔" اس نے ایک بار پھر شرارت سے تیمور اور ماورخ کو دکھا۔

"ماہ رخ! دیکھو تمہارا منندی کا سوٹ آگیا ہے۔" مسخر نے یلو اور اورنج کنٹراسٹ کا سوٹ ماہ رخ کے آگے کیا تھے اس نے جلدی سے تقام لیا۔

رخشنہ نے غور سے ماہ رخ کا چہرہ دیکھا جہاں خوشیوں کا یقین تھا کچھ دن سے ماہ رخ کے رویے میں واضح تبدیلی تھی تھی اس کے قہقہے لوٹ آئے تھے۔

انہیں پتا تو ابھی چل گیا تھا لیکن آج تصدیق بھی ہو گئی تھی۔ انہوں نے مسکرا کر ان کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

"ان تینوں نے اب ماہ رخ کو گھیر رکھا تھا اور حلیہ باقاعدہ اپنی ہمو کا دفاع کر رہی تھیں۔ تیمور نے مسکرا کر اپنی نظریں منظر صاحب کی تصویر پر لگا دیں۔

"مجھے یقین ہو گیا ہے پایا! بزرگوں کی دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ آج آپ کی دی ہوئی دعا قبول ہو گئی ہے مجھے ایسا سا تھی ملا ہے جو صحیح معنوں میں مجھ سے محبت کرتا ہے اور جس کی محبت میری زندگی کی سب سے بڑی چاہ تھی اور آج میں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش کو اپنی تمام تر خوب صورتی کے ساتھ پایا ہے۔"

اس نے ایک بار پھر اپنی نظریں ماہ رخ پر بندھ دیں۔ اس کے چہرے پر دھنک کے سب رنگ بکھرے تھے اور اب ان رٹھوں سے وہ اس کی زندگی سجانے والی تھی۔